وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا

حج وعمرہ

اور اُن کا آسان ومختصر طریقہ

تألیف

حضرت مفتی سید مختار الدین شاہ صاحب دامت برکاتہم

خلیفۂ مُجاز

برکۃ العصر شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب نور اللہ مرقدہٗ

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا

تألیف

حضرت مفتی سید مختار الدین شاہ صاحب دامت برکاتھم

خلیفۂ مُجاز

برکۃ العصر شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب نور اللہ مرقدہٗ

تألیف

حضرت مفتی
سید مختار الدین شاہ صاحب دامت برکاتہم

کل صفحات 80

طبع اول .... 2016ء تعداد 1100

ملنے کے پتے

جامعہ زکریا دارالایمان، کربوغہ شریف کوہاٹ۔
فون نمبر: 0925662313

حاجی عبدالسلام صاحب
دارالایمان، ایمان منزل، مکان نمبر B-375، بلاک 10 فیڈرل بی ایریا کراچی
فون نمبر: 0321-3040666

مولانا ذبیح اللہ صاحب
مکتبہ دارالایمان والتقوی، سورانی، بنوں۔
فون نمبر: 0332-9066545 / 0333-1000425

مولانا سبحان اللہ صاحب
دارالایمان نزد لکی سٹار فلور ملز بڈھنی روڈ چمکنی پھاٹک پشاور
فون نمبر: 0334-9040940 / 0315-9600940

فہرست

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر

الحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید
المرسلین محمد واٰلہ وصحبہ اجمعین

اما بعد!

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے حضرت مفتی صاحب دامت برکاتھم العالیۃ کے افادات کا ایک نیا مجموعہ آپ کے سامنے ہے۔ یہ کوئی مستقل کتاب نہیں ہے بلکہ ایک مضمون اور خط کا مجموعہ ہے[1]، جس میں حضرت نے "حج و عمرہ کا مختصر اور آسان طریقہ" اپنے ایک دوست کے نام قطر بھیجا تھا مضمون کی اشاعت تو پہلی بار ہو رہی ہے، جبکہ خط اپنی افادیت کی وجہ سے کئی بار مختلف حضرات کی طرف سے شائع ہو چکا ہے۔

پڑھنے کے دوران کتابت یا کسی بھی قسم کی غلطی کی اصلاح کی طرف متوجہ کرنے کو قدر کی نگاہ سے دیکھا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔ آمین

زین الدین چغرزئی

خادم الطلبہ جامعہ زکریا کربوغہ شریف

رابطہ نمبر-03003545833

03369460390

9-8-2016 بمطابق ٦ ذیقعدہ ١٤٣٧ھ

حج کی اہمیت اور اس کے فضائل و برکات

حج اسلام کے پانچ بنیادی ارکان میں سے آخری تکمیلی رکن ہے، اس کے تمام اعمال عاجزانہ اور عاشقانہ ہیں۔ حاجی سفر کے ابتداء ہی سے گھر بار، عزیز و اقارب سب سے منہ موڑ کر کوچۂ محبوب کی طرف چلا جاتا ہے، آرائش و زیبائش کے لباس کو چھوڑ کر سلے ہوئے کپڑوں کے بجائے ایک کفن نما لباس پہن لیتا ہے، اور حجامت بنوانے، ناخن تراشنے، خوشبو اور تیل لگانے، بالوں میں کنگھی کرنے سے پرہیز کرکے ننگے سر میلا کچیلا پراگندہ حال مسکین و محتاج بن کر گلی کوچوں بیابانوں میں مارے مارے پھرتا ہے اور "لبيك اللهم لبيك" "میں حاضر ہوں اے اللہ میں حاضر ہوں" کے نعرے لگاتا ہوا دیارِ محبوب کی طرف بڑھتا ہے، وادیٔ عشق میں پہنچ کر اپنے محبوب کے جمال کو دیکھنے سے مجبور ہو کر اس کی نشانی اور اس کے گھر بیت اللہ کے گرد گھومتا ہے، محبوب حقیقی جو حواس ظاہرہ سے بالاتر ہے ان ظاہری آنکھوں سے دیکھا نہیں جا سکتا اور نہ اس کو کوئی چھو سکتا ہے، لیکن دل کی آنکھیں اس کو دیکھ دیکھ کر ترستی ہیں اور یہ آگ پر پٹرول چھڑکنے کے مترادف ہو کر بے قرار ہو جاتا ہے۔ بے چارہ بیت اللہ کے گوشے میں لگے ہوئے سیاہ پتھر حجر اسود پر گر پڑتا ہے، اسے چھومتا ہے اور ملتزم سے چمٹتا ہے، لیکن وہ اس کی اندرونی آگ کو بجھانے کے بجائے اور تیز کر دیتے ہیں اور اس کی آہ و زاری اور فریاد میں اور اضافہ کر دیتے ہیں تو مقام

ابراہیم پر آکر گویا اپنے مالک کے قدموں میں پڑ جاتا ہے، اپنی عاجزی، کمزوری، حقارت اور غلطیوں کا اعتراف کرکے اپنے سارے گناہوں کو دھو دیتا ہے۔

بیت اللہ کے گرد طواف کرتے وقت اس کا تصور یہ ہوتا ہے کہ میری محبت اور میری پوری زندگی کا محور اللہ تعالیٰ اور اس کے احکامات وہدایات ہیں، ان کو دل و جان سے قبول کرتا ہوں، وہ ہدایات و احکامات غیبی حقائق پر ایمان یعنی عقائد کی نوعیت سے ہوں، یا عبادات ہوں، یا اخلاقیات ومعاملات ہوں، معاشرتی حقوق و آداب ہوں ،یا وہ چیزیں ہوں جن سے وہ رکنے اور پرہیز کرنے کا حکم دیتا ہے سب کے سب احکامات و ہدایات میرے دل کی آواز اور مجھے ہر چیز سے پیاری ہیں، میں ان کو سینے سے لگاتا ہوں اور ان کو عقیدت و محبت سے چھومتا ہوں۔ وہ اس کے عملی اظہار کے لئے حجر اسود پر اپنا منہ رکھ کر اس کا بوسہ لیتا ہے یا ازدحام کی صورت میں ہاتھ رکھ کر یا اس کی طرف ہاتھوں سے اشارہ کر کے اپنے ہاتھوں کو چھومتا ہے اور انتہائی عشق و محبت سے اس کی زبان پر یہ الفاظ جاری ہو جاتے ہیں:

اَللّٰھُمَّ اِیْمَاناً بِکَ وَتَصْدِیْقاً بِکِتَابِکَ وَوَفَاءً بِعَھْدِکَ وَاِتِّبَاعاً بِسُنَّةِ نَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

اے اللہ میں تیرے گھر کا طواف کرتا ہوں تجھ پر ایمان لاتے ہوئے اور تیری کتاب کی تصدیق کرتے ہوئے اور تیرے عہد کو پورا کرتے ہوئے اور تیرے نبی محمد ﷺ کے سنت کی پیروی کرتے ہوئے ۔

طواف کے سات چکر پورا کرنے کے بعد ملتزم کے ساتھ سینہ اور رخسار لگا لیتا ہے، اپنے رب کی طرف لو لگا کر گڑگڑاتا ہے، دین حق پر استقامت اور دوسری دعائیں مانگتا ہے، اس کے بعد اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے لئے دو رکعت نماز پڑھتا ہے، آب زم زم سے سیر اب ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی اس عظیم نعمت و احسان کو دیکھ کر بے اختیار بول پڑتا ہے ۔ ؎

شکر ہے تیرا خدایا میں تو اس قابل نہ تھا
تو نے اپنے در بلایا میں تو اس قابل نہ تھا

اب تو دل کی نگاہ اور تیز ہو گئی، پردے ہٹ گئے، سوز و گداز زیادہ ہو گئی، یہ بندہ بیچارہ اس کی تاب نہ لا کر آبِ زمزم پر گر جاتا ہے، سانس پر سانس لے کر پیتا رہتا ہے، لیکن یہ ایسی آگ تو نہیں کہ پانی سے بجھ جائے چار وناچار صفا و مروہ کی طرف دوڑتا ہے، ان کے درمیان پیر مارنے لگتا ہے بالآخر اس اضطراب اور بے چینی میں منیٰ، منیٰ سے عرفات کے صحراؤں میں حیران و سرگرداں پھرتا ہے۔ ہر وقت محبوب کی تلاش رہتی ہے کہ کس طرح محبوب سے ملاقات ہو جائے میدانِ عرفات میں لاکھوں کے اجتماع میں گدا و بادشاہ غرباء و امراء میں مساوات اور سورج کی تمازت و حرارت کو دیکھ کر روز محشر کا منظر آنکھوں کے سامنے گھوم جاتا ہے اور دوڑ

دوڑ کر عرفات کی چوٹیوں پر چڑھ جاتا ہے بکھرے ہوئے بال، پراگندہ حال اپنے محبوب کے ساتھ مناجات میں مشغول ہو جاتا ہے۔

سورج کی آنکھ اگرچہ دیکھ دیکھ کر تھک جاتی ہے اور بالآخر فرار اختیار کر کے اپنی آنکھ پر برقع اوڑھ لیتی ہے، مگر اس بندہ کے ہاتھ تھکتے نہیں اور آنسو تھمتے نہیں کہ وہاں سے بھاگ کر مزدلفہ کے بیابان میں ڈیرہ ڈال دیتا ہے، رات میں اپنے محبوب اور مالک حقیقی سے راز و نیاز کی باتیں کر کے یہ معلوم کر لیتا ہے کہ میرے اور میرے مالک و محبوب کے درمیان کون سی چیز رکاوٹ بنی ہوئی ہے، جو مجھے اس سے ملنے نہیں دیتی اس لئے وہ صبح صادق کے بعد اپنے مولیٰ و مالک اور محبوب سے کچھ دیر اس کی توفیق مانگ کر فوراً وہاں سے منیٰ واپس آتا ہے اور اپنے نفس اور شیطان کو کنکریاں مار مار کر ان پر یہ ثابت کر دیتا ہے کہ بس میں نے اپنے دوست و دشمن کو پہچان لیا، اور یہ بھی معلوم کر لیا کہ میرے اور محبوب حقیقی کے درمیان بس تم رکاوٹ بنے ہوئے ہو۔ اس کے بعد اس کی چاہت ہوتی ہے کہ محبوب کے سامنے اپنے سر کا نذرانہ پیش کر دے، لیکن اِس سے اس کو منع کیا جاتا ہے تو چار و ناچار اپنے اس ارمان کو کسی جانور کی قربانی اور سر کے بال کٹوانے سے کچھ پورا کر لیتا ہے، اگرچہ محبوب حقیقی اس قربانی کو اس کے سر کی قربانی کے قائم مقام کر دیتا ہے، لیکن یہ بندۂ خدا ہر وقت اس انتظار میں رہتا ہے کہ کاش کوئی ایسا وقت آئے جس میں مجھے جان دینے اور اس کے

نام پر سر کٹوانے کی اجازت مل جائے، اور میں یہ سعادت حاصل کر کے یوں پکار اٹھوں ؎

رضاء جانِ جانان جان دینے پر بھی سستی ہے۔

جان دی، دی ہوئی اسی کی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا۔

غرض حج کے سارے اعمال عاشقانہ ہیں اور جس طرح یہ ایک محب صادق کے لئے کارگر ہوتے ہیں، اسی طرح یہ اس شخص میں بھی روحانی تپش اور محبت پیدا کرتے ہیں جس میں محبت کی کمی ہو کیونکہ تجربہ شاہد ہے کہ اگر تکلف سے کوئی کام کیا جائے تو وہی کیفیت ہو جاتی ہے۔ اگر کوئی غم کی کیفیت اپنے اوپر طاری کر کے رونے کی صورت بنائے تو کچھ دیر بعد یقینی طور پر غمگین ہو جائے گا اسی طرح عاشقانہ اعمال کرنے سے عشق پیدا ہو جاتا ہے۔ نیز جن مقامات پر حج کے افعال ادا کئے جاتے ہیں یہ وہ مقامات مقدسہ ہیں جہاں انبیاء علیہم السلام اور سیدنا و مولانا محمد رسول اللہ ﷺ (فداہ ابی و امی) پر اللہ تعالیٰ کے بے شمار فیوض اور رحمتیں نازل ہوئی تھیں۔ ظاہر ہے کہ جب ایک حاجی اخلاص کے ساتھ وہاں جائے گا تو ان فیوضات اور رحمتوں کی تالابوں میں غوطہ زن ہو گا اور اس کو وہ سب حالات یاد آئینگے اور پرانی یاد تازہ اور پختہ ہو جائے گی۔ اس سے حاجی میں اتباع کا وہ شوق اور ولولہ پیدا ہو جاتا ہے جن کے حصول کے لئے حج سے زیادہ کوئی چیز مفید نہیں۔ غرض حج کی حکمتیں، اس کی تاثیرات اور خصوصیات اتنی زیادہ بتلائی گئی ہیں کہ ان کا احاطہ یہاں دشوار ہے

بلکہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے ہر حکم میں اتنی حکمتیں ہیں کہ ان میں سے بہت سے مصالح تک ہماری عقول کی رسائی نہیں ہوتی۔ اب اس سلسلے کی بہت سی آیات اور احادیث میں سے بعض آیات کریمہ اور چند احادیث کو پیش کیا جاتا ہے۔

حج ترک کرنے کی وعید

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ

اللہ کے لئے بیت اللہ کا حج فرض ہے ان لوگوں پر جو وہاں پہنچنے کی استطاعت رکھتے ہوں اور جو شخص انکار کرے (تو اسے معلوم ہونا چاہئے) کہ اللہ تعالیٰ تمام جہانوں سے بے نیاز ہے ۔ **(سورۃ آل عمران)**

اس آیت کریمہ میں حج فرض ہونے کا اعلان بھی فرمایا گیا ہے اور ساتھ یہ بھی بتلایا گیا ہے کہ جو لوگ استطاعت اور طاقت کے باوجود کافرانہ رویہ اختیار کر کے حج نہ کریں تو اللہ تعالیٰ سب سے بے نیاز ہے۔ اس لئے حج نہ کرنے سے اس کا تو کچھ نہیں بگڑے گا البتہ ایسے ناشکرے اور نافرمان خود کو اللہ تعالیٰ کی رحمت اور عنایت سے محروم کر دیں گے جس کے بعد وہ کچھ بھی کریں اور جس حال میں بھی مریں اللہ تعالیٰ کو ان کی کوئی پرواہ نہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کے پاس سفرِ حج کا ضروری سامان ہو اور سواری کا انتظام ہو جو بیت

اللہ تک اس کو پہنچا سکے اور پھر وہ حج نہ کرے تو کوئی فرق نہیں کہ وہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر مرے ۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے اپنے اس ارشاد کی تائید میں یہ آیت پڑھی جو اوپر گذری **وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ۔۔۔۔۔۔ الآیہ** (رواہ الترمذی)

قریب قریب اسی مضمون کی ایک حدیث مسند دارمی وغیرہ میں حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔

اس آیت کریمہ اور حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے حج کی استطاعت و قدرت دی ہے اور وہ باوجود طاقت و قدرت کے حج نہیں کرتے تو یہ لوگ کافروں جیسے عمل میں مبتلا ہیں اور یہ حج نہ کرنا ایک کافرانہ رویہ ہے جس کی سزا سخت سے سخت اور نہایت خطرناک صورت بھی اختیار کر سکتی ہے۔

حج کے فضائل

(۱) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَنْ حَجَّ لِلّٰهِ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَيَوْمٍ وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ۔

یعنی حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے حج کیا اور اس میں نہ تو

کسی شہوانی اور فحش بات کا ارتکاب کیا اور نہ اللہ تعالیٰ کی کوئی نافرمانی کی تو وہ گناہوں سے ایسا پاک ہو کر واپس ہو گا جیسا کہ جس دن ماں نے جنا تھا۔

(رواہ البخاری و مسلم والترمذی وغیرھم)

(۲) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْعُمْرَةُ اِلَی الْعُمْرَةِ كَفَّارَةٌ لِّمَا بَيْنَهُمَا وَالْحَجُّ الْمَبْرُوْرُ لَيْسَ لَهٗ جَزَاءٌ اِلَّا الْجَنَّةَ

حضرت ابو ھریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک عمرہ دوسرے عمرہ تک ان گناہوں کا کفارہ ہے جو ان کے درمیان میں سرزد ہوں۔ اور حج مبرور (پاک و مخلصانہ حج) کا بدلہ جنت ہی ہے۔ (رواہ البخاری و مسلم والترمذی وغیرہ)

ایک حدیث شریف میں ہے کہ پے درپے حج اور عمرہ کیا کرو کیونکہ حج و عمرہ دونوں فقر و محتاجی اور گناہوں کو اس طرح دور کر دیتے ہیں جس طرح لوہار و سنار کی بھٹی لوہے اور سونے چاندی کا میل کچیل دور کر دیتی ہے۔ اور حج مبرور کا بدلہ بس جنت ہی ہے۔

(رواہ الترمذی والنسائی عن عبداللہ بن مسعود)

ایک اور حدیث شریف میں ہے کہ حج و عمرہ کرنے والے اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں، اگر وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں تو وہ ان کی دعا قبول فرماتا ہے اور اگر وہ اس سے مغفرت مانگیں تو وہ ان کی مغفرت فرماتا ہے۔

(رواہ ابن ماجہ عن ابی ھریرۃ)

اور ایک حدیث شریف میں ہے کہ جب کسی حج کرنے والے سے تمہاری ملاقات ہو تو اس کا اپنے گھر میں پہنچنے سے پہلے اس کے ساتھ سلام اور مصافحہ کرو اور اس سے مغفرت کی دعا کے لئے کہہ دو کیونکہ وہ اس حال میں ہے کہ اس کے گناہوں کی مغفرت کا فیصلہ ہو چکا ہے۔

(رواہ احمد عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما)

(۳) عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مَا مِنْ مُّسْلِمٍ يُلَبِّيْ إِلَّا لَبّٰى مَنْ عَنْ يَمِيْنِهٖ وَشِمَالِهٖ مِنْ حَجَرٍ اَوْ شَجَرٍ اَوْ مَدَرٍ حَتّٰى تَنْقَطِعَ الْاَرْضُ مِنْ هٰهُنَا اِلٰى هٰهُنَا

یعنی حضرت سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب ایک مسلمان (حج یا عمرہ) کا تلبیہ (یعنی لبیك اللھم لبیك الخ) پکارتا ہے تو اس کے دائیں اور بائیں طرف جو بھی مخلوق ہوتی ہے خواہ وہ بے جان پتھر یا ڈھیلے یا درخت وغیرہ ہوں وہ اس بندے کے ساتھ لبیک کہتی ہے۔ یہاں تک کہ زمین اس طرف سے اور اس طرف سے تمام ہو جاتی ہے، یعنی اس طرح زمین کے منتہا تک یہ سلسلہ چلتا ہے۔

(رواہ الترمذی وابن ماجه کذا فی المشکوٰۃ)

(۴) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مَنْ خَرَجَ

حَاجًّا اَوْ غَازِيًا ثُمَّ مَاتَ فِيْ طَرِيْقِهٖ كَتَبَ اللهُ لَهٗ اَجْرَ الْغَازِيْ وَالْحَاجِّ وَالْمُعْتَمِرِ

یعنی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا جو بندہ حج یا عمرہ کی نیت سے یا اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کے لئے نکلے پھر راستے میں اس کی موت آجائے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے لئے وہی ثواب لکھ دیا جاتا ہے جو حج و عمرہ کرنے والوں کے لئے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑنے والوں کے لئے مقرر ہے۔ (رواہ البیہقی مشکوٰۃ)

اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی رضا کا کوئی کام کرنے کے لئے گھر سے نکلے اور اس عمل کے کرنے سے پہلے راستے ہی میں اس کو موت آگئی تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس بندہ کے لئے پورا اجر لکھ دیا جاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے اس کریمانہ قانون کا اعلان قرآن مجید میں بھی موجود ہے، چنانچہ ارشاد باری ہے:

وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْۢ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْماً

جو کوئی گھر بار چھوڑ کر اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کی نیت سے نکلے پھر راستے ہی میں اس کو موت آجائے تو اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کا

اجر مقرر ہوا اور اللہ تعالیٰ بہت بخشش فرمانے والا اور مہربان ہے ۔

(النساء آیت ۱۰۰)

(۵) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ مَا مِنْ یَوْمٍ اَکْثَرَ مِنْ اَنْ یُّعْتِقَ اللّٰہُ فِیْہِ عَبْدًا مِّنَ النَّارِ مَنْ یَّوْمِ عَرَفَةَ وَاِنَّہٗ لَیَدْنُوْ ثُمَّ یُبَاھِیْ بِھِمُ الْمَلٰٓئِکَةَ فَیَقُوْلُ مَا اَرَادَ ھٰٓؤُلَاءِ

یعنی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنھا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی دن ایسا نہیں جس میں اللہ تعالیٰ عرفہ کے دن سے زیادہ اپنے بندوں کے لئے جہنم سے رہائی کا فیصلہ کرتا ہو (یعنی گنہگاروں کی مغفرت اور جہنم سے خلاصی کا سب سے بڑے اور وسیع پیمانے پر فیصلہ جس طرح عرفہ کے دن ہوا کرتا ہے کسی دوسرے دن میں نہیں ہوا کرتا) اس دن اللہ تعالیٰ اپنی صفت رحمت کے ساتھ (عرفات میں جمع ہونے والے) اپنے بندوں کے بہت قریب ہو جاتا ہے اور ان پر فخر کرتے ہوئے فرشتوں سے کہتا ہے دیکھو میرے یہ بندے کس مقصد سے یہاں آئے ہیں ۔

(رواہ مسلم)

اور ایک حدیث میں ہے کہ غزوہ بدر کو چھوڑ کر کوئی دن عرفہ کے علاوہ ایسا نہیں جس میں شیطان بہت زیادہ ذلیل ہوتا ہو اور بہت راندہ پھرتا ہو اور بہت حقیر ہوتا ہو اور بہت زیادہ روسیاہ اور غصہ سے جلا بھنا ہوا ہو ۔ اور یہ سب کچھ صرف اس لئے کہ وہ اس دن اللہ تعالیٰ کی رحمت کو کثرت سے نازل

ہونے اور بندوں کے بڑے بڑے گناہوں کی معافی کا فیصلہ ہوتے ہوئے دیکھتا ہے اور یہ اس لعین کے لئے ناقابل برداشت ہے ۔

(مؤطا امام مالك مرسلاً كذا فى المشكوٰة)

(۶) عَنْ بُرَيْدَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلنَّفَقَةُ فِي الْحَجِّ كَالنَّفَقَةِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِسَبْعِمِأَةِ ضِعْفٍ

یعنی حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ حج میں خرچ کرنا جہاد میں خرچ کرنے کی طرح ہے (ایک روپیہ) کا بدلہ (سات سو روپیہ) ہے ۔ اور تقریباً اس مضمون کی روایت طبرانی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی نقل کی ہے ۔

(رواہ احمد والطبرانی فی الاوسط ابو زھیر ولم اجد من ذکرہ مجمع الزوائد ص ۲۰۸ ج ۲)

بلاشبہ حج کی ادائیگی بہت بڑی سعادت ہے، اور اس میں خرچ کرنا بہت بڑے اجر و ثواب کا باعث ہے، اور جو کوئی اخلاص اور محبت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے لئے حج کی نیت کرے، فحش اور بے حیائی کی باتوں، فسق و فجور اور آپس میں جنگ و جدال اور فضول باتوں، بحثوں اور اللہ تعالیٰ کی ہر قسم کی نافرمانیوں سے بچے اور حج کے فرائض، واجبات، سنن و مستحبات کا پورا لحاظ رکھے تو اس کی جزا جنت ہے اور ایسے شخص کے لئے مذکورہ بالا فوائد و برکات اور اجر و ثواب ہیں ۔

اور مقبول حج کی علامت یہ بتلائی گئی ہے کہ حج میں کوئی خلاف شرع بات صادر نہ ہو جائے اور حج کے بعد اس کی زندگی کے اعمال اور جذبات حج کے قبل کی زندگی سے بہتر ہوں۔ یہاں یہ بات بھی یاد رہے کہ جس طرح مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے اعمال پر اجر و ثواب زیادہ ملتا ہے اسی طرح جو گناہ وہاں کیا جائے اس کا وبال و عذاب بھی انتہائی سخت ہے اس لئے وہاں جتنے قیام کی سعادت حاصل ہو جائے پھونک پھونک کے قدم رکھیں اپنی زبان اور اعضاء اور دل کو قابو میں رکھیں، اور ان سب کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور یاد میں مصروف رکھیں۔

حج کی حیثیت

حج اسلام کا ایک اہم رکن اور فرض ہے۔ شرائط پائے جانے کے باوجود ترک کرنے والا فاسق اور گناہ گار ہے اور اس کی فرضیت سے انکار کرنے والا کافر ہوتا ہے۔

شرائط وجوب

(۱) مسلمان ہو۔

(۲) بالغ ہو۔

(۳) عاقل ہو۔

(۴) آزاد ہو۔

(۵) صاحب استطاعت ہو۔[1]

یعنی اس قدر مال کا مالک ہو جو قرض سے محفوظ اور اس کی روزمرہ ضروریات سے اتنا زائد ہو کہ وہ بیت اللہ آنے جانے کی سواری کا کرایہ اور سفر کے مصارف اور اخراجات پورا کر سکے اور اہل و عیال کا نفقہ جو اس کے ذمہ واجب ہے اس کا بھی واپسی تک کے لئے انتظام کرلے۔ اور عورت صاحبِ استطاعت اس وقت ہوگی جبکہ اس کے پاس اس قدر سرمایہ ہو کہ جس سے وہ اپنے اور اپنے محرم کے اخراجات اور مصارف پوری کر سکے۔ اگر اتنا مال نہ ہو تو نہ اس پر حج فرض ہے اور نہ حج بدل کرانا اس پر لازم ہے۔ اور جس شخص کے پاس اس قدر سرمایہ جمع ہوگیا جو حج کے لئے کافی ہے اور وہ شوال کے شروع ہونے تک اس کی ملک میں رہا یا کوئی ایسے وقت میں صاحب استطاعت ہوا کہ وہ سالِ رواں میں حج ادا کر سکتا ہے تو اس پر حج فرض ہوگیا۔ اگر اس نے حج ادا نہ کیا یا اس مال کو دوسری چیزوں جیسے مکان کی تعمیر وغیرہ پر خرچ

---

[1] واما شرائط وجوبه فمنها الاسلام.... ومنها العقل ... ومنها البلوغ .... ومنها الحرية ..... ومنها القدرة على الزاد و الراحلة (عالمگیری ج ۱ ص ۲۱۶ و ۲۱۷ مکتبہ رشیدیہ)

کر دیا تو بھی اس کے ذمہ حج فرض رہے گا، اگر بلا حج مر گیا تو تارک فرض اور گناہ گار ہو گا۔[1]

(۶) ان سب شرائط کے ساتھ اس قدر وقت بھی ملے جس میں ارکان حج ادا ہو سکیں اور مکہ مکرمہ تک معتاد اور مناسب رفتار سے پہنچ سکے۔

اقسام حج

حج کی تین قسمیں ہیں :-

(۱) اِفراد

(۲) قِران

(۳) تمتع

(۱) حج اِفراد :-

:- میقات[2] پر گزرنے سے پہلے صرف حج کی نیت کرلے اور صرف حج کا احرام باندھے، یعنی وہ عمرہ کو حج کے ساتھ جمع نہ کرے۔ ایسے حج کرنے والے کو مفرِد کہتے ہیں۔

---

1. واما اذا جاء وقت خروجه والمال فی یده فلیس له ان یصرفه الی غیره .... فان صرفه الی غیر الحج اثم وعلیه الحج والله تعالیٰ اعلم (بدائع الصنائع ج۲ ص ۱۲۰ تا ۱۲۲)

2. وہ جگہ جس سے مکہ مکرمہ جانے والے کے لئے بغیر احرام کے آگے بڑھنا جائز نہیں اسے میقات کہتے ہیں۔

(۲) حج قِران:-

حج کے ساتھ عمرہ کو بھی اول ہی سے جمع کرے، دونوں کی بیک وقت نیت کرے اور احرام باندھے۔ ایسے حج کرنے والے کو قارن کہتے ہیں۔

(۳) حج تمتع :-

حج کے ساتھ عمرہ کو اس طرح جمع کرے کہ میقات پر گزرنے سے پہلے صرف عمرہ کا احرام باندھے اور اس احرام میں حج کو شریک نہ کرے پھر مکہ مکرمہ پہنچ کر افعال عمرہ سے فراغت اور سر منڈوانے یا کٹوانے کے بعد احرام ختم کردے لیکن وطن واپس نہ آئے اور پھر آٹھویں ذی الحجہ کو مکہ مکرمہ میں حج کا احرام باندھ کر افعال حج ادا کرے۔ ایسے حج کرنے والے کو متمتع کہتے ہیں۔

آفاقی (یعنی وہ شخص جو میقات کے حدود سے باہر رہتا ہے جیسے پاکستانی، ہندوستانی، سوڈانی وغیرہ) کو اختیار ہے کہ ان تینوں قسموں میں سے جس کو چاہے اختیار کر لے۔ تیسری صورت میں سہولت زیادہ ہے۔ لیکن افضلیت قران کی زیادہ ہے بشرطیکہ اس طویل احرام کی پابندیوں کو احتیاط کے ساتھ پورا کرسکے ورنہ تمتع کر لینا بہتر ہے۔ اور غیر آفاقی یعنی اہل حِل اور اہل مکہ

صرف حج افراد کر سکتے ہیں قران اور تمتع نہیں کر سکتے اگر کریں گے تو گناہ گار ہوں گے اور دم بھی واجب ہو گا۔[1]

حج کے فرائض

فرائض حج تین ہیں:

(۱) احرام

حج کی دل سے نیت کرنا اور تلبیہ یعنی لبیك اللھم لبیك۔۔۔۔الخ پڑھنا۔

(۲) وقوفِ عرفات

نویں ذی الحجہ کو زوال آفتاب کے بعد سے دسویں ذی الحجہ کی صبح صادق تک عرفات میں کسی وقت ٹھہرنا اگرچہ ایک لمحہ کیوں نہ ہو، یہ وقوف عرفہ حج کا بہت بڑا رکن ہے اور سنت یہ ہے کہ زوال کے فوری بعد وقوف شروع کر دے۔

---

(1) والمکی ومن فی حکمه یفرد فقط)ولو قرن او تمتع جاز واساء وعلیه دم جبر (تنویر الابصار مع الدر المختار ج ۳ ص ۶۳۶ رشیدیه)

(۳) **طواف زیارت**

جو دسویں ذی الحجہ کی صبح سے بارہویں ذی الحجہ کی سورج ڈوبنے تک بال منڈوانے یا کٹوانے کے بعد کیا جاتا ہے یہ بھی حج کا رکن ہے۔[1]

واجبات حج

حج کے بنیادی اور بلا واسطہ واجبات چھ ہیں:

(۱) مزدلفہ میں وقوف کے وقت قیام کرنا۔

(۲) صفا ومروہ کے درمیان سعی کرنا۔ یعنی صفا ومروہ کی سعی طواف کے بعد کرنا اور سعی کی ابتداء صفا سے کرنا اور مروہ پر ختم کرنا۔

(۳) رمی جمار (کنکریاں مارنا)۔

(۴) قارن اور متمتع کے لئے قربانی کرنا ۔

(۵) حلق یا قصر یعنی بال منڈوانا یا کٹوانا ۔ یعنی چوتھائی سر کے بال کٹوانا یا منڈوانا واجب ہے۔ اور پورے سر کے بالوں کا کٹوانا یا منڈوانا سنت ہے۔

---

(1) والحج فرضه ثلاثة الاحرام والوقوف بعرفة وطواف الزيارة (تنوير الابصار مع الدر المختار ج ۳ ص ۵۳۶ رشیدیه)

(۶) آفاقی (یعنی میقات سے باہر رہنے والے) کے لئے طواف وداع کرنا۔

نوٹ حج کے واجبات بعض علماء نے بہت زیادہ لکھے ہیں، مگر در حقیقت وہ حج کے بنیادی اور بلا واسطہ واجبات نہیں بلکہ وہ حج کے افعال کے واجبات ہیں جن میں سے کچھ احرام کے ہیں، کچھ طواف اور سعی کے اور کچھ وقوف وغیرہ کے ہیں۔ یہاں صرف ان واجبات پر اکتفا کیا گیا ہے جو حج کے بلا واسطہ اور بنیادی واجبات ہیں۔[1]

فرائض عمرہ

عمرہ کے فرض دو ہیں:

(۱) احرام مع نیت اور تلبیہ۔

(۲) طواف۔[2]

(1) وواجبه وقف جمع والسعى بين الصفا والمروة ورمى الجمار وطواف الصدر للأفاقى والحلق او القصر قلت لكن واجبات الحج فى الحقيقة الخمسة المذكورة فى المتن والذبح اما الباقى فهى واجبات له بواسطة لانها واجبات الطواف ونحوه (تنوير الابصار مع الدر المختار ج ۳ ص ۵۳۸)

(2) وهى احرام وطواف وسعى وحلق او تقصير فالاحرام شرط ومعظم الطواف ركن وغيرهما واجب (الدر المختار ج ۳ ص ۵۴۶)

عمرہ کے واجبات

عمرہ کے دو واجب ہیں :-

(۱) صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنا۔

(۲) سر کے بال منڈوانا یا کتروانا۔[1]

1 واما واجباتها فالسعی بین الصفا والمروة والحلق او التقصیر کذا فی محیط السرخسی

(عالمگیری ج ۱ ص ۲۳۷)

حج وعمرہ کا مسنون طریقہ[1]

الحمدللہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

محترم میں آپ کی خدمت میں حج ادا کرنے کی ترکیب سادہ اور آسان طریقے سے بیان کر رہا ہوں جس کو سامنے رکھ کر آپ فریضۂ حج کو آسانی کے ساتھ ادا کر سکتے ہیں، اور اگر کہیں ایسی غلطی یا حادثہ پیش آئے جس کی تفصیل آپ اس تحریر میں نہ پائیں تو الحمدللہ حج کے احکام کے متعلق اردو زبان میں ہمارے علمائے کرام نے بیسیوں کتابیں تفصیل کے ساتھ لکھی ہیں بوقتِ ضرورت ان سے استفادہ کیا جائے یا براہ راست علماء کرام سے مسئلہ پوچھا جائے۔

گھر سے روانگی

روانگی سے پہلے اور گھر سے نکلنے کے بعد کچھ صدقہ کرنا بہتر ہے، گھر یا مسجد میں دو رکعت نفل نماز پڑھیں، پہلی رکعت میں (قل یا ایھا الکافرون) اور دوسری رکعت میں سورۃ الاخلاص (قل ھو اللہ) پڑھیں۔ سلام پھیرنے کے بعد

---

1 یہ ایک خط ہے جس میں حضرت مفتی صاحب نے "حج وعمرہ کا مختصر اور آسان طریقہ" اپنے ایک دوست کے نام 1984 میں قطر بھیجا تھا، افادۂ عام کے لئے یہاں بھی شامل کیا جارہا ہے

سورۃ القریش (لایلاف قریش) پڑھیں، اس کے بعد دعا مانگیں اور گھر سے نکلتے وقت یہ دعا پڑھیں:

اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ
اَللّٰهُمَّ أَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَالْخَلِيْفَةُ فِي الْاَهْلِ

اے اللہ تو سفر میں ہمارا ساتھی ہے اور ہمارے پیچھے گھر کا کارساز ہے۔

احرام

الف: احرام سے پہلے حجامت بنائیں۔

ب: احرام کی نیت سے غسل یا وضو کریں۔

ج: احرام کی چادریں باندھیں اور خوشبو لگائیں۔

د: سر کو ڈھانپ کر دو رکعت نفل نماز پڑھیں۔ پہلی رکعت میں سورۃ الکافرون اور دوسری میں قل ھو اللہ پڑھیں۔

ہ: سلام کے بعد سر کھول کر اب دل میں آپ صرف عمرہ کی نیت کریں (کیونکہ آپ حج تمتع کرنا چاہتے ہیں اور ہمارے پاکستانی لوگوں کے لئے یہی آسان ہے) اور زبان سے یہ کہیں:

یا اللہ میں عمرہ کی نیت کرتا ہوں اس کو میرے لئے آسان اور قبول فرما

اگر آپ حج قران کرنا چاہتے ہیں تو دل میں حج و عمرہ ایک ساتھ ادا کرنے کی نیت کریں اور زبان سے یہ کہیں کہ:

یا اللہ میں حج اور عمرہ دونوں کا ارادہ کرتا ہوں۔ یہ دونوں میرے لئے آسان فرما اور قبول فرما

اور اگر آپ حج افراد کرنا چاہتے ہیں تو صرف حج ہی کی نیت کریں اور زبان سے یہ کہیں کہ اے اللہ میں حج کا ارادہ کرتا ہوں۔ پھر تین مرتبہ تلبیہ جہراً پڑھیں، تلبیہ یہ ہے:

لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ

میں حاضر ہوں اے اللہ میں حاضر ہوں آپ کا کوئی شریک نہیں بیشک سب تعریف اور نعمت آپ ہی کے لئے ہے اور سارا جہان آپ ہی کا ہے آپ کا کوئی شریک نہیں۔

اس کے بعد درود شریف پڑھیں:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

مکہ مکرمہ اور مسجد حرام میں داخلہ

مکہ مکرمہ میں داخل ہونے سے پہلے غسل کرنا مسنون ہے، سامان سفر کے لئے مناسب جگہ کا بندوبست کر کے سب سے پہلے مسجد حرام میں آنا اور باب السلام سے داخل ہونا یہ دونوں مستحب ہے۔ مسجد حرام میں داخل ہونے کے بعد جب بیت اللہ

پر نظر پڑے تو تین مرتبہ **اَللّٰہُ اَکْبَر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَر** پڑھیں اور جو دعا چاہیں مانگیں۔ دعا سے پہلے اور دعا کے بعد درود شریف پڑھیں۔

تنبیہ: اس وقت کھڑے ہو کر دعا مانگنا مستحب ہے، مسجد حرام میں داخل ہونے کے بعد تحیۃ المسجد پڑھنے کے بجائے طواف کریں کیونکہ مسجد حرام کا تحیہ طواف ہی ہے البتہ اگر طواف کرنے سے فرض نماز قضا ہونے یا مستحب وقت کے نکل جانے یا جماعت کے فوت ہونے کا اندیشہ ہو یا کسی وجہ سے فوراً طواف کرنے کا ارادہ نہ ہو تو تحیہ المسجد پڑھنا چاہیئے بشرطیکہ وقت مکروہ نہ ہو۔

طواف

بیت اللہ کے سامنے جس طرف حجر اسود ہے اس طرف کھڑے ہو کر داہنا مونڈھا حجر اسود کے کنارے کے مقابل ہو اور سارا حجر اسود داہنی طرف رہے اس کے بعد طواف کی نیت کریں، اور زبان سے یہ کہیں، کہ:

اے اللہ میں تیری رضا جوئی کے لئے تیرے مقدس گھر کے طواف کا ارادہ کرتا ہوں اس کو میرے لئے آسان فرما اور قبول فرما

پھر دائیں طرف اتنا چلیں کہ حجر اسود بالکل سامنے آجائے اب حجر اسود کی طرف منہ کر کے دونوں ہاتھ اس طرح اٹھائیں جس طرح نماز کی تکبیر تحریمہ کے لئے اٹھائے جاتے ہیں (یعنی کانوں تک ہاتھ اٹھائیں) ہاتھ اٹھاتے وقت یہ پڑھیں **بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَر** پھر ہاتھ کی دونوں ہتھیلیوں کی

پشت اپنے چہرے کی طرف کر کے یہ نیت کریں کہ میں نے اپنے دونوں ہاتھ حجرِ اسود
پر رکھے ہیں، اب اپنی ہتھیلیوں کو بوسہ دیں اور ہاتھ چھوڑ کر دائیں طرف یعنی بیت اللہ
کے دروازے کی طرف چلیں، بیت اللہ آپ کے بائیں مونڈھے کی طرف رہے گا
طواف حطیم سے باہر کریں، دوران طواف حطیم اور بیت اللہ کے درمیان میں سے
نہ گزریں اس طرح سات چکر مکمل کرلیں، ہر چکر میں حجرِ اسود پر آکر تکبیر کہہ کر
کانوں تک اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھائیں، پھر حجرِ اسود کو بوسہ دیں، اور اگر ہجوم کی
وجہ سے بوسہ دینا ممکن نہ ہو تو دور ہی سے دونوں ہاتھوں کو حجرِ اسود کی طرف اس
طرح اٹھائیں جیسے پہلے اٹھائے تھے اور ہاتھوں کو بوسہ دیں، اور آخری بار طواف کے
اختتام پر اسی طرح استلام (بوسہ) کریں سات چکروں میں کل آٹھ مرتبہ استلام (بوسہ)
ہو جائے گا۔ طواف کے چکروں میں کوئی بھی دعا مانگ سکتے ہیں لہٰذا دعا مانگیں، تلاوت
اور درود شریف پڑھتے رہیں، چونکہ اس سے پہلے آپ حالت احرام میں ہوں گے
اور سعی بھی کریں گے اس لئے طواف کے شروع کرنے سے پہلے اضطباع (یعنی چادر
کو داہنے بغل میں سے نکال بائیں کندھے پر ڈال دیں اور داہنا کندھا کھلا رہنے
دیں) کریں طواف کے پہلے تین چکروں میں رمل کریں یعنی شانے اکڑ کر ہلاتے
ہوئے کچھ تیزی کے ساتھ ساتھ قدم قریب قریب رکھ کر چلیں، تین چکر کے بعد
عام ہیئت پر دعائیں مانگتے ہوئے عاجزی اور تذلل کے ساتھ چلیں۔ یہ اضطباع اور
رمل صرف مردوں کے لئے سنت ہے، عورتوں کے لئے نہیں۔ طواف ختم کر کے
مقام ابراہیم پر آئیں، اگر وہاں جگہ نہ ملے تو حرم شریف میں جہاں سہولت ہو دو

رکعت نماز پڑھیں پہلی رکعت میں "سورۃ الکافرون" اور دوسری میں سورۃ الاِخلاص (قل هو الله) پڑھیں۔ خیال رہے کہ یہ دو رکعت مونڈھے ڈھانک کر پڑھیں۔ اضطباع کے ساتھ پڑھنا مکروہ ہے، اضطباع تو صرف طواف میں ہوتا ہے اس کے بعد زمزم کھڑے کھڑے قبلہ رخ ہو کر خوب پئیں اور دعا کریں زمزم کا پانی جس نیت سے پیا جائے گا ان شاء اللہ وہ مراد پوری ہوگی۔

تنبیہ: حجر اسود کا چومنا یا ہاتھ لگا کر چونا اور پھر ہاتھوں کو چومنا یہ سب چیزیں اس وقت سنت ہیں جب کسی کو تکلیف نہ ہو، کسی کو تکلیف دینا حرام ہے۔ آج کل (ایام حج میں) چونکہ حجر اسود پر خوشبو لگی ہوئی ہوتی ہے، لہٰذا اگر آپ حالت احرام میں ہیں تو حجر اسود کو بوسہ نہ دیں، اسی طرح رکن یمانی، ملتزم الغرض تمام بیت اللہ کے کسی جگہ سے نہ چمٹیں اور نہ بوسہ دیں کیونکہ سارے کے سارے بیت اللہ پر خوشبو لگی ہوتی ہے، اور محرم کے لئے خوشبو سے پرہیز کرنا ہوتا ہے البتہ جب احرام سے نکل جائیں تو جو کچھ حج کی کتابوں میں لکھا ہے اسی طرح طواف کیا کریں۔

صفا و مروہ کے درمیان سعی

الف: سعی کے لئے جاتے وقت حجر اسود کا استلام (بوسہ) کریں جیسا کہ طواف میں کیا جاتا ہے یہ نواں استلام ہوگا جو کہ مستحب ہے۔

ب: استلام کرکے باب الصفا میں سے صفا کی طرف نکلیں یا کسی اور جگہ سے نکل

گئے تو بھی جائز ہے۔ اب صفا پر اتنا چڑھیں کہ بیت اللہ نظر آسکے پھر قبلہ رخ کھڑے ہو کر دل سے سعی کی نیت کریں اور زبان سے یہ کہیں کہ:

یا اللہ میں تیری رضا کے لئے صفا و مروہ کے درمیان سات چکر سعی کا ارادہ کرتا ہوں اس کو میرے لئے آسان فرما اور قبول فرما

ج: پھر دونوں ہاتھ اس طرح اٹھائیں جس طرح دعا میں اٹھائے جاتے ہیں۔ (نماز کی تکبیر تحریمہ کی طرح نہ اٹھائیں) جیسا کہ بہت سے ناواقف لوگ کرتے ہیں اور تکبیر و تہلیل تین بار بآواز بلند اور درود شریف آہستہ پڑھیں، اور خشوع وخضوع کے ساتھ دعا مانگیں۔

د: پھر ذکر اور دعا مانگتے ہوئے صفا سے مروہ کی طرف طبعی رفتار سے چلیں۔

ہ: جب سبز رنگ کے ستون کے قریب تقریباً چھ ہاتھ کے فاصلے پر پہنچ جائیں تو کسی کو تکلیف دیئے بغیر متوسط طریقے سے دوڑ کر چلیں اور دوسرے سبز ستون کے بعد بھی بقدر چھ ہاتھ کے دوڑتے رہیں پھر اس کے بعد اپنی طبعی رفتار سے چلیں یہاں تک کہ مروہ پر پہنچ جائیں۔ مروہ پر چڑھ کر بیت اللہ کی طرف رخ کر کے کھڑے ہوں اور جس طرح صفا پر ہاتھ اٹھا کر تکبیر و تہلیل کی ہے ویسا ہی عمل یہاں بھی کریں یہ ایک چکر مکمل ہو گیا۔ اس کے بعد صفا سے مروہ کی طرف واپس چلیں یہاں بھی سبز ستون آنے سے کچھ پہلے دوڑنا شروع کر دیں اور دوسرے سبز ستون کے کچھ بعد تک دوڑتے ہوئے چلیں پھر عام ہیئت سے چلیں حتی کہ صفا پر چڑھ جائیں اب بھی پہلے

کی طرح ہاتھ اٹھا کر تکبیر و تہلیل اور دعا کریں، یہ دوسرا چکر پورا ہو گیا۔ اسی طرح سات چکر پورے کریں۔ آپ کا ساتواں چکر مروہ پر ختم ہو گا۔ اس کے بعد مطاف میں آکر یا جہاں بھی سہولت ہو دو رکعت نفل پڑھنا بہتر ہے، اگر احرام عمرہ یا حِج تمتع کا ہے تو اب عمرہ کے افعال مکمل ہو گئے، سر کے بال منڈوائیں یا بقدرِ انگشت کے کٹوائیں، اب حج تمتع کا عمرہ کرنے والا عمرہ سے فارغ ہو گیا، احرام کی پابندیاں ختم ہوگئیں، احرام کی چادریں کھول کر اپنا عام لباس پہنیں اور اہلِ مکہ کی طرح مکہ شریف میں قیام کریں۔

ایامِ حج (جو آٹھویں ذوالحجہ سے شروع ہونگے) کا انتظار کریں۔ اس دوران یعنی آٹھ ذوالحجہ تک حرم شریف کی حاضری اور نفل طواف بکثرت کرنے کو سعادت کبری سمجھیں، اور اگر کوئی مفرد بالحج یا قارن ہے تو ان دونوں کا احرام باقی ہے یعنی سعی کرنے کے بعد حلق (سر منڈوانا) اور قصر (سر کے بال کٹوانا) نہیں کرے گا ان دونوں پر لازمی ہے کہ احرام کی پابندیوں کے ساتھ مکہ مکرمہ میں قیام کریں۔

حج کا پہلا دن۔۔۔۔۔۔۔۔ آٹھ ذی الحجہ

آج طلوع آفتاب کے بعد سب حاجی حالت احرام میں منیٰ جائیں گے۔

الف: متمتع جس نے عمرہ کر کے احرام کھول دیا تھا اب دوبارہ احرام باندھے گا اگر آٹھ ذی الحجہ سے پہلے احرام باندھ لیں تو بھی جائز ہے۔ احرام کا طریقہ تو احرام کے بیان میں گزر چکا ہے البتہ یہاں غسل یا وضو سے فارغ ہو کر طواف کرنا زیادہ بہتر ہے

اور طواف کے دو گانہ نماز کے بعد دو رکعت نفل مزید پڑھ کر سر سے چادر کو ہٹا کر دل سے صرف حج کی نیت کریں اور زبان سے یہ کہیں:

اے اللہ میں تیری رضا کے لئے حج کا ارادہ کرتا ہوں اس کو میرے لئے آسان فرما اور قبول فرما

افعال احرام سے فارغ ہو کر منیٰ چلیں وہاں جہاں چاہیں ٹھہریں۔ البتہ مسجد خیف کے نزدیک ٹھہرنا مستحب ہے۔

ب: آٹھویں تاریخ کی ظہر سے نویں ذی الحجہ کی صبح تک منیٰ میں پانچ نمازیں پڑھنا اور اس رات کو منیٰ میں قیام کرنا سنت ہے۔

حج کا دوسرا دن

الف: آج طلوع کے بعد جب کچھ دھوپ پھیل جائے تو منیٰ سے عرفات کو روانہ ہو جائیں۔

ب: مستحب یہ ہے کہ زوالِ آفتاب سے بیشتر غسل کریں، اگر موقع نہ ملے تو وضو کرنا کافی ہے اسی طرح تیاریاں کر کے زوال کے بعد عرفات میں امام حج کے پیچھے مسجد نمرہ میں ظہر اور عصر کی نماز اکٹھی پڑھ کر میدان عرفات میں جہاں چاہیں وقوف کریں، مگر اَفضل یہ ہے کہ جبل رحمت کے دامن میں میدان سے ذرا اوپر والے حصہ میں (جہاں بڑے بڑے سیاہ پتھروں کا فرش ہے یہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے وقوف کی جگہ ہے) وقوف کرلیں۔

ج: غروبِ آفتاب تک دعا، ذکر اللہ، استغفار، درود شریف میں مشغول رہیں جہاں تک ہو سکے قبلہ رخ ہو کر کھڑے کھڑے دعائیں مانگتے رہیں، اگر تھک جائیں تو بیٹھے بیٹھے یا لیٹے لیٹے دعائیں مانگتے رہیں، ذکر و اذکار کرتے رہیں پھر جب قوت بحال ہو جائے تو کھڑے ہو کر ذکر اللہ استغفار، درود اور دعا میں مشغول ہو جائیں، اگر کوئی میدانِ عرفات میں سو بھی جائے تب بھی وقوف صحیح ہو گا۔

تنبیہ: اگر جبل رحمت کے پاس جانے میں دشواری ہو یا واپسی کے وقت خیمہ تلاش کرنا مشکل ہو جیسا کہ آج کل عموماً پیش آتا ہے تو اپنے خیمہ ہی میں وقوف کریں، اصل چیز دلجمعی اور خشوع و خضوع ہے۔

یاد رکھنا چاہیے کہ مسجد نمرہ میدان عرفات کے بالکل کنارے پر واقع ہے اس کی مغربی دیوار کے نیچے کا حصہ عرفات سے خارج ہے۔ اس کو "بطن عرنہ" کہا جاتا ہے یہ حصہ عرفات میں داخل نہیں ہے لہذا یہاں وقوف معتبر نہیں ہے آج کل بہت سے خیمے بطنِ عرنہ میں نصب ہوتے ہیں اگر لوگ وقوف کے وقت ان خیموں سے نکل کر حدودِ عرفات میں آ جائیں تو ان کا حج درست ہو جائے گا ورنہ اگر میدانِ عرفات میں بالکل نہ آئیں تو ان کا حج نہیں ہو گا۔

محض معلموں کے کہنے پر وہاں نہ رہیں، عرفات کے پورے میدان میں جس جگہ چاہیں ٹھہر سکتے ہیں، یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ عرفات میں اگر امامِ حج کے پیچھے ظہر و عصر کی دونوں نمازیں اکٹھی نہ پڑھ سکیں اور کسی وجہ سے امام کے ساتھ

جماعت میں شریک نہ ہو سکیں تو پھر حنفی حضرات ظہر کے وقت ظہر اور عصر کے وقت عصر کی نماز اپنے اپنے وقت پر ادا کریں۔

د: غروبِ آفتاب کے بعد میدان عرفات سے مزدلفہ کی طرف روانہ ہو جائیں۔ مغرب کی نماز یہاں نہ پڑھیں اور نہ ہی راستہ میں پڑھیں بلکہ جب مزدلفہ پہنچ جائیں (اب عشاء کا وقت داخل ہوا ہے) تو صرف ایک ہی اذان اور ایک ہی اقامت کے ساتھ پہلے صرف مغرب کی فرض نماز پڑھیں اور اس کے بعد عشاء کے فرض پڑھیں اور دونوں نمازوں کے درمیان سنت اور نفل نہ پڑھیں۔ عشاء کی فرض نماز سے فارغ ہونے کے بعد مغرب کی سنتیں اور پھر عشاء کی سنتیں اور وتر پڑھیں مزدلفہ میں مغرب وعشاء کی نمازیں اکٹھی پڑھنے کے لئے جماعت شرط نہیں دونوں نمازیں تنہا بھی پڑھی جاسکتی ہیں۔

حج کا تیسرا دن دس ذی الحجہ

(الف): اس دن سب سے پہلا واجب وقوفِ مزدلفہ ہے اس کا وقت طلوع فجر (صبح صادق) سے لے کر سورج نکلنے سے کچھ دیر پہلے تک ہے جب صبح صادق ہو جائے تو اگر سہولت سے غسل ہو سکتا ہے تو غسل کریں ورنہ صرف وضو کریں، نماز پڑھ کر دعاؤں میں مشغول ہو جائیں اور سورج نکلنے سے کچھ دیر پہلے منیٰ کو نہایت سکون اور وقار کے ساتھ چلیں، اگر کوئی طلوع فجر کے بعد تھوڑی دیر ٹھہر کر منیٰ چلا جائے تو بھی واجب وقوف ادا ہو جاتا ہے، مزدلفہ کے تمام میدان میں جہاں

جی چاہے وقوف کر سکتا ہے بجز وادیٔ محسر کے (جو منیٰ کی جانب ہے اور مزدلفہ سے خارج ہے) وہاں وقوف نہ کریں۔

یاد رکھنا چاہیے کہ حکومتِ سعودیہ صبح صادق ہوتے وقت توپ چلا دیتی ہے۔اس لئے اس سے قبل معلم کے کہنے سے صبح کی نماز نہ پڑھیں، اور نہ اس پر اعتماد کریں بلکہ توپ کی آواز کا انتظار کریں۔

(ب): جب مزدلفہ سے منیٰ کے لئے روانہ ہوں تو سنت یہ ہے کہ جمرہ عقبی (بڑے شیطان) کی رمی کے لئے سات کنکریاں کھجور کی گٹھلی کے برابر یا بڑے چنے کے برابر مزدلفہ سے اٹھا کر ساتھ لے جائیں اگر کسی دوسری جگہ سے لیں تو بھی جائز ہے۔ باقی دنوں کے جمرات کی رمی کے لئے کنکریاں مزدلفہ سے لے جانا سنت یا مستحب نہیں ہے جہاں سے اٹھائیں درست ہے البتہ جمرات کے پاس سے نہ اٹھائیں اور نہ ہی ایسی کنکریاں استعمال کریں جو یقیناً ناپاک ہوں اگر سارے دنوں کی رمی کے لئے مزدلفہ سے ستر یا کم و بیش کنکریاں اٹھائیں تو بھی درست ہے اسی دن منیٰ میں آکر پہلا کام رمی کریں۔

پہلا جمرہ جو مسجد خیف کے نزدیک ہے اس کو جمرہ اولی کہتے ہیں دوسرا اس سے تھوڑا سا دور اسی راستے پر آتا ہے اسے جمرہ وسطیٰ کہتے ہیں تیسرا جمرہ مکہ مکرمہ کی جانب منیٰ کے آخر میں ہے اس کو جمرہ عقبی کہا جاتا ہے، آج کے دن صرف جمرہ عقبی یعنی (بڑے شیطان کی رمی کرنی ہے) اور اس کا مسنون وقت سورج نکلنے سے زوال تک ہے، اور زوال سے غروب تک بھی مباح اور جائز ہے، آج کل یہاں رش ہوتا ہے

اور زوال سے پہلے رمی کرنے میں شدت اژدہام کی وجہ سے بعض دفعہ اموات بھی واقع ہو جاتی ہیں، اس لئے غروب آفتاب تک گنجائش ہے، اس سے فائدہ اٹھائیں، مغرب کے بعد رمی کرنا مکروہ ہے مگر ضعیف، بیماروں اور عورتوں کے لئے غروب کے بعد بھی رمی کرنا جائز ہے، اگر کوئی تندرست جوان غروب آفتاب کے بعد رمی کرے تو واجب ادا ہو جائے گا اگرچہ مکروہ ہے اتنی گنجائش کے باوجود کسی کو یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے آپ کو ہلاکت کے منہ میں دے دے۔

یاد رکھنا چاہئے کہ ناپاک کنکریوں سے رمی کرنا مکروہ ہے اس لئے بہتر ہے کہ کنکریوں کو دھویا جائے اور اگر پاکی کا یقین ہو تو بغیر دھوئے بھی استعمال کر سکتے ہیں۔

ہ : جمرہ عقبی کے تالاب سے کم از کم پانچ ہاتھ کے فاصلہ پر کھڑا ہونا چاہئے، اگر فاصلہ زیادہ ہو تو بھی کوئی حرج نہیں، پھر **بسم اللہ اللہ اکبر** کہہ کر سیدھے ہاتھ سے ایک ایک کنکر پھینکتے جائیں اور ہر کنکری پر **بسم اللہ اللہ اکبر** کہتے رہیں اگر دو کنکریاں ایک ساتھ پھینکی جائیں تو وہ ایک ہی کنکری شمار ہو گی سات عدد پورا کرنا ضروری ہے۔ جمرہ عقبی سے فارغ ہو کر دعا مانگے بغیر اپنی قیام گاہ پر چلے جائیں۔

و: قارن اور متمتع پر واجب ہے کہ جمرہ عقبی کی رمی سے فارغ ہو کر اس وقت تک حلق اور قصر نہ کرے جب تک واجب قربانی نہ کرے چونکہ مفرد بالحج پر قربانی واجب نہیں اس لئے وہ اس سے فارغ ہو کر حلق یا قصر کر سکتا ہے پس جب قارن اور

متمتع رمی سے فارغ ہو جائے تو اگر سہولت سے آج قربانی کر سکتا ہے تو آج کر لے اور اگر اژدہام کی وجہ سے آج قربانی مشکل ہو یا وقت کی کمی ہو تو بلا ضرورت اپنے آپ کو مشقت میں نہ ڈالے، آج نہیں تو کل یا پرسوں یعنی بارہویں تاریخ تک قربانی کر سکتا ہے، البتہ جب تک قربانی نہ کرے احرام سے خارج نہیں ہو گا اس لئے احرام کی پابندیوں کے ساتھ وقت گزارے گا۔ جب قربانی کریں تو اس کے بعد حلق یا قصر کریں، اب آپ سے احرام کی پابندیاں اٹھ گئیں، اب سلا ہوا کپڑا پہننا اور خوشبو لگانا سب کچھ حلال ہے مگر بیوی سے مباشرت اور بوس و کنار اس وقت تک جائز نہیں جب تک طواف زیارت نہ کریں۔

طواف زیارت

ذبح و حجامت سے فارغ ہو کر طواف بیت اللہ کرے یہ طواف فرض ہے اس کو طوافِ زیارت کہتے ہیں طوافِ زیارت یا طواف فرض کا افضل وقت دسویں ذی الحجہ ہے، لیکن بارہویں تاریخ کو مغرب ہونے سے پہلے تک کرے تو بھی جائز ہے، بارہویں تاریخ کی مغرب کے بعد طوافِ زیارت کرنا مکروہ ہے۔ طواف زیارت کرنے کے بعد بیوی سے مباشرت بھی حلال ہو جاتی ہے۔ جو عورت حالتِ حیض یا نفاس میں ہو اس کے لئے طواف کرنا جائز نہیں۔ دسویں تاریخ کو یا اس سے پہلے حیض یا نفاس شروع ہو گیا اور بارہویں تاریخ تک بھی فراغت نہ ہوئی تو طوافِ زیارت مؤخر کریں اور اس تاخیر پر اس کے ذمے کوئی دم بھی لازم نہیں۔ جب تک حیض

ونفاس سے پاک نہ ہو جائے طواف زیارت نہیں ہو سکتا اور طواف زیارت کے بغیر وطن واپسی نہیں ہو سکتی، اگر واپس ہو جائے تب بھی عمر بھر یہ فرض لازم رہے گا اور دوبارہ حاضر ہو کر طواف کرنا پڑے گا اس لئے حیض و نفاس سے پاک ہونے کا انتظار لازمی ہے۔

صفا ومروہ کے درمیان حج کے لئے سعی

جو شخص حج کی سعی طوافِ قدوم کے ساتھ کر چکا ہو وہ اب سعی نہ کرے اور نہ طواف زیارت میں اضطباع اور رمل کرے، البتہ مفرد بالحج جس نے طواف قدوم کے ساتھ سعی نہیں کی اور وہ قارن و متمتع جنہوں نے وقوف عرفات سے پہلے صرف عمرہ کی سعی کی ہے، حج کی سعی نہیں کی ان پر واجب ہے کہ طواف زیارت کے بعد سعی کرے اور طواف کے ابتدائی تین چکروں میں رمل بھی کریں، سعی کا طریقہ پہلے بیان ہو چکا ہے طواف زیارت اور سعی سے فارغ ہو کر پھر منیٰ چلا جائے۔

گیارہویں ذوالحجہ

الف: اگر قربانی یا طواف زیارت کسی وجہ سے دس تاریخ کو نہیں کر سکا تو آج گیارہویں تاریخ کو کرے اور بہتر یہ ہے کہ ظہر سے پہلے اس سے فارغ ہو جائیں۔

ب: آج کی رمی کا مستحب وقت زوال کے بعد شروع ہو کر مغرب تک ہے سورج ڈوبنے کے بعد رمی کرنا مکروہ ہے، البتہ عورتوں، ضعیف مردوں اور بیماروں

کے لئے مغرب کے بعد بھی جائز ہے اگر کوئی تندرست جوان مرد بھی مغرب کے بعد بارہویں تاریخ کی صبح صادق سے پہلے پہلے رمی کرے تو واجب ادا ہو جاتا ہے، دم دینا نہیں پڑتا لیکن تندرست مرد کے لئے ایسا کرنا مکروہ ہے۔

ج: آج کے دن یعنی گیارہویں تاریخ کی رمی اس ترتیب سے کریں کہ پہلے جمرہ اولی کے پاس آکر سات کنکریوں سے رمی اس طریقے سے کریں جس طرح دسویں تاریخ کو جمرہ عقبی کی رمی کر چکے ہیں، اس رمی سے فارغ ہو کر مجمع سے ہٹ جائیں اور قبلہ رخ ہو کر دعا واستغفار میں کچھ دیر مشغول رہیں پھر اس کے بعد جمرہ وسطی کو آئیں، یہاں پر بھی اسی طرح سات کنکریوں سے رمی کریں جس طرح پہلے کر چکے ہیں اور مجمع سے ہٹ کر تکبیر و تہلیل، دعا و استغفار میں کچھ دیر لگے رہیں، پھر جمرہ عقبی پر آئیں یہاں حسب سابق سات کنکریوں سے رمی کریں، اور اس کے بعد دعا کے لئے ٹھہرے بغیر سیدھے اپنے قیام گاہ پر یا جہاں چاہیں چلے جائیں۔

بارہویں ذوالحجہ

الف: اگر قربانی یا طواف گیارہویں تاریخ کو کسی وجہ سے نہ کر سکے ہوں تو آج بارہویں تاریخ کو کر لیں اور ظہر سے پہلے اس سے فارغ ہو جائیں۔

ب: زوال کے بعد بالکل اسی طرح تینوں جمرات کی رمی کریں جس طرح گیارہویں ذوالحجہ کو کی ہے۔

ج: اب تیرہویں تاریخ کی رمی کے لئے منیٰ میں مزید قیام کرنے یانہ کرنے کا آپ کو اختیار ہے، البتہ قیام کرنا افضل ہے۔ اگر چاہیں تو آج بارہویں تاریخ کی رمی سے فارغ ہونے کے بعد مکہ معظمہ جاسکتے ہیں، بشر طیکہ غروبِ آفتاب سے پہلے پہلے منیٰ کی حدود سے نکل جائیں، اگر بارہویں تاریخ کا سورج منیٰ میں غروب ہو گیا تو اب منیٰ سے نکلنا مکروہ ہے اگر کوئی غروب کے بعد مکہ مکرمہ چلا گیا تو کراہت کے ساتھ جائز ہے اور اگر منیٰ میں تیرہویں ذوالحجہ کی صبح ہو گئی تو رمی اس دن کی اس کے ذمہ واجب ہو گئی، رمی کئے بغیر جانا جائز نہیں، اگر بغیر رمی کئے چلا گیا تو دم واجب ہو گیا البتہ تیرہویں تاریخ کی سعی میں یہ سہولت ہے کہ زوال سے پہلے پہلے بھی جائز ہے۔

طواف وداع

میقات سے باہر رہنے والے ہر حاجی پر واجب ہے کہ جب مکہ مکرمہ سے واپس جانے لگیں تو رخصتی کا طواف کریں اور یہ حج کا آخری واجب ہے اس طوافِ وداع کے لئے کوئی نیت ضروری نہیں ہے۔ اگر واپسی سے پہلے کوئی طوافِ نفلی بھی کرلیا ہے تو وہ بھی طوافِ وداع کے قائم مقام ہو جاتا ہے لیکن افضل یہ ہے کہ مستقل نیت سے واپسی کے عین وقت پر یہ طواف کریں، جو عورت حج کے سب ارکان اور واجبات ادا کر چکی ہے، اور اس کا محرم روانہ ہونے لگے اور عورت کو اس وقت حیض یا نفاس شروع ہو جائے تو طوافِ وداع اس عورت کے ذمے واجب نہیں، اس کو چاہیے کہ مسجد میں داخل نہ ہو، دروازے کے پاس کھڑی ہو کر دعا مانگ کر رخصت

ہو جائے۔ محرم اور قافلے پر یہ بھی لازم نہیں کہ اس کے پاک ہونے کا انتظار کریں بلکہ جب چاہیں جاسکتے ہیں اس کو طوافِ صدر بھی کہا جاتا ہے۔

احرام کی پابندیاں

ممنوعات اور مکروہاتِ احرام درج ذیل ہیں:

الف: خوشبو لگانا، خوشبودار صابن استعمال کرنا، خوشبودار تمبا کو کھانا، پھل اور پھول وغیرہ قصداً سونگھنا، اگر بلاارادہ خوشبو آئے تو مضائقہ نہیں۔

ب: مرد کے لئے سلے ہوئے کپڑے پہننا۔

ج: مردوں کو سر اور چہرہ ڈھانکنا، موزے اور ایسا جوتا پہننا جو قدم کے بیچ میں ابھری ہوئی ہڈی تک کو چھپالے اور عورت کو صرف چہرہ اس طرح ڈھانکنا کہ نقاب چہرہ کو لگے۔

د: کسی حصہ کے بال کو دور کرنا۔

ہ: ناخن کاٹنا۔

و: جسم یا اپنے کپڑے کی جوں مارنا۔

ز: میل دور کرنا۔

ح: جماع کرنا یا بوس و کنار کرنا۔

ک: خشکی کے جانور کا شکار کرنا یا شکاری کی مدد کرنا۔

ل: لڑائی جھگڑا کرنا۔

مذکورہ بالا تمام چیزوں کی پابندیاں احرام میں لازم ہیں اس کے خلاف کرنا گناہ ہے، اس کے کفارہ کے لئے اکثر صورتوں میں دم (یعنی قربانی واجب ہو جاتی ہے) جس کی تفصیل بڑی کتابوں میں دیکھ کر یا علماء سے پوچھ کر معلوم کی جاسکتی ہے۔

مدینہ منورہ

سرورِ کائنات فخرِ موجودات رحمۃ للعالمین رسول مقبول حضرت محمد مصطفی ﷺ کے روضۂ اقدس کی زیارت بالاجماع اعظم قربات اور افضل طاعات میں سے ہے۔ رسول ﷺ کی محبت و عظمت وہ چیز ہے جس کے بغیر ایمان درست ہی نہیں ہوتا، اور اس کا تقاضا فطری طور سے بھی ہونا چاہئے کہ دیارِ مقدسہ میں پہنچنے کے بعد روضۂ اقدس کی زیارت کے بغیر واپس نہ ہو۔

خود سید المرسلین فخرِ دو عالم ﷺ نے اپنی زیارت کی ترغیب دی ہے، اور باوجودِ قدرت کے زیارت نہ کرنے والوں کو "بے مروت اور ظالم" فرمایا ہے، اور اس پر مزید یہ کہا ہے کہ روضۂ اقدس کے سامنے حاضری اور سامنے حاضر ہو کر سلام کرنے کے وہ عظیم الشان ثمرات اور برکات ہیں جو دور سے درود و سلام پڑھنے سے حاصل نہیں ہوتے۔ پس خوش نصیب ہے وہ شخص جس کو اس دولت سے نوازا جائے اور بد بخت اور بے وفا ہے وہ شخص جو اس نعمتِ عظمیٰ سے محروم رہ جائے۔

روضۂ اقدس کی حاضری

روضۂ اقدس پر حاضری دینا زمانہ حج کے ساتھ خاص نہیں، اور نہ اس کا کوئی رکن یا جز ہے، بلکہ حج ایک مستقل رکن اور عبادتی حقیقت رکھتا ہے جبکہ آستانۂ نبوت کبریٰ پر کسی ٹوٹے پھوٹے گرے پڑے امتی کی حاضری کی نوعیت ہی دوسری ہے۔ البتہ حج کے ساتھ زیارت کا تذکرہ اس لئے کتابوں میں کر دیا جاتا ہے کہ مکہ مکرمہ تک پہنچنے کے بعد بھی اگر کسی کے دل میں روضۂ اقدس اور آثارِ رسول اللہ ﷺ کی زیارت کے شوق و محبت کے شعلے نہ بھڑکے اور بلا کسی سخت مجبوری کے بغیر حاضری کے واپس آ جائے، تو یہ اس کی شقاوت اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بے وفائی اور ان کی محبت میں کمی کی بہت بڑی دلیل بن سکتی ہے۔ الغرض یہ سفر عشق و محبت اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ صحیح اور ایمانی تعلق کا سفر ہے۔ ایک محبِ صادق جب کوچۂ محبوب کی طرف چل پڑتا ہے تو اس کے دل کی کیفیت کچھ اور ہو جاتی ہے، خیالوں کی دنیا میں گم ہو جاتا ہے، اور اس کے دل کی نظروں کے سامنے حضور اقدس ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا دور آ جاتا ہے، پاکیزہ دور، پاکیزہ ماحول، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بلند ہمت، ان کی قربانی اور آپ ﷺ کی اپنی امت پر رحم وشفقت اور احسانات کو دیکھ کر اس کو اپنی زندگی کے گناہ اور اللہ تعالیٰ اور اس

کے رسول ﷺ کے ساتھ اپنی بے وفائیاں یاد آتی ہیں، اور اس کی آنکھوں سے محبت و ندامت کے آنسو ٹپکنے لگتے ہیں اور ہچکیاں شروع ہو جاتی ہیں۔

وہ سوچتا ہے کہ آپ ﷺ وہ نبی ہے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم وتعلیم سے مخلوق کو ظلمت سے روشنی کی طرف، مخلوق کی عبادت سے ایک اللہ کی عبادت کی طرف، اور ظلم و استبداد سے عدل و انصاف کی طرف منتقل کیا اور دنیا کو ایسے اصول دیئے جن سے انسانی ذہن اور انسانی صلاحیتیں قیامت تک آنے والے واقعات کے مسائل اخذ کرتی ہیں۔

درحقیقت آپ ﷺ ہی عرب و عجم میں رابطہ کا ذریعہ ہیں، آپ ہی کی ذات ہے جس نے عرب و عجم اور مشرق و مغرب کو گلے ملا دیا، اور شیر و شکر کر دیا۔ پھر آپ کے بعد خلفائے راشدین اور صحابہ کرام اور ان کے بعد آپ کے فدائین نے دعوت و جہاد کے ذریعے اس نورِ ہدایت اور اس عدل وانصاف کو دنیا کے گوشے گوشے میں پھیلایا، اور دور دراز ملکوں کو فتح کر کے اللہ تعالیٰ کے نام کا بول بالا کیا۔ بڑی بڑی سلطنتیں قائم کیں، اور ان میں پوری طرح دین اسلام کو نافذ کر کے انسانیت کو راحت و آرام پہنچایا، لیکن کچھ مدت سے ہمارے سوء اعمال کی وجہ سے مسلمانوں کی توجہ اسلام کی بنیادی تعلیمات سے ہٹ گئی ہے، ان میں رنگ ونسل اور زبان کے وہ فتنے جن کو آپ ﷺ نے ختم فرمایا تھا پھر سے پیدا ہوگئے ہیں، جن کی وجہ سے ایک عظیم امت واحدہ کثیر تعداد قومیتوں میں تقسیم ہوگئی ہے۔

یارسول اللہ! امت عہد جاہلیت کی طرف دوبارہ واپس جارہی ہے وہ تقریباً ہر بات، لباس، وضع قطع، سیاست اور قانون وغیرہ میں غیر مسلم اقوام یورپ وغیرہ کی تقلید کرنے لگی ہے جو خود زبردست ذہنی افلاس وانتشار اور بے یقینی کے شکار ہیں۔ عجم کا کیا گلہ خود وہ عرب جنہوں نے ہر ہر چیز آپ ﷺ سے حاصل کی، اور ہر طرح قوت و عزت سے بہرہ مند ہوئے ان کے رہنما اور لیڈر اپنی رعایا کو بالجبر یورپ وغیرہ غیر مسلم اقوام کے قدموں میں ڈال دینا چاہتے ہیں، اور ان کو جاہل فلسفوں نیشنلزم، سوشلزم، کمیونزم کے حوالے کر رہے ہیں، جس کی وجہ سے پوری ملتِ اسلامیہ عددی اکثریت کے باوجود پسماندہ ہو کر ہر باطل قوم کے لئے تر نوالہ نظر آرہی ہے۔

عصر حاضر میں علماء و مشائخ کی بھی کمی نہیں لیکن ہوائے نفس کی وجہ سے ہر ایک اپنے گرد چند افراد کو جمع کر کے مطمئن ہے، وہ نادان امت کی اتحاد اور وحدت کو اپنی عزت کی بربادی سمجھتا ہے، اور غیر ضروری ضمنی اور فروعی مسائل پر ایک دوسرے کے ساتھ ایسے دست و گریبان ہیں کہ اسلام کے اصول اور بنیادی تعلیمات اور ایمان کی سرحدوں کو دشمن کی یلغار کے لئے خالی چھوڑ رکھا ہے۔ بلکہ بعض علماء سوء جو اہل مغرب پر فریفتہ ہیں، ان کے نقش قدم پر چل پڑے ہیں اور اور اس پر فخر بھی کرتے ہیں، اور طرۃ یہ کہ وہ اسلامی تعلیمات کو مغربی اقوام کے اندازِ فکر پر منطبق کرنے کی کوشش بھی کرتے ہیں، اور ہو بہو عیسائی علماء کی پیروی کرتے ہوئے اپنے دین اور تعلیمات

اسلام کو ثمن قلیل کے بدلے بیچ رہے ہیں۔ اس بے وفائی اور امت واحدہ کو مختلف فرقوں کی طرف تقسیم کرنے میں اگرچہ لیڈروں کی بھی خطا ہے مگر علماء ومشائخ کی کوتاہی بھی اس میں شامل ہے، اور عام مسلمانوں کی بھی۔

وہ سوچتا ہے کہ ایسے ناگفتہ بہ حالت میں کیا کیا جائے تو وہ اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ چونکہ اس کے لئے حسن تدبیر اور ہمت کی ضرورت ہے اس لئے بس میں نے تو ہمت باندھ لی اور پختہ عزم کرلیا کہ ان شاء اللہ تعالیٰ اب سے اللہ تعالیٰ اور اس کے پیغمبر ﷺ کے ساتھ وفاداری کو ثابت کروں گا، اطاعت شعاری اور دین کی سربلندی کے لئے کام کروں گا، اور آخری دم تک پورے دین اسلام کو پوری دنیا میں نافذ کرنے کی کوشش کروں گا۔ یہ بندۂ خدا اس طرح کے خیالوں کی دنیا میں گم تھا کہ ایک بے وقوف نے اس کو جھڑکا جس کی وجہ سے اس کے تخیلات کا یہ حسین سلسلہ ٹوٹ گیا اور اس سخت دل نے پوچھا کہ کہاں جارہے ہو ؟اس نے جواب دیا کہ مدینہ طیبہ۔اس نے پھر جھڑکا دیوانے وہاں کیا ہے ؟ کیا خاک کے ڈھیر پر فریفتہ ہو گئے ہو یاد رکھ جو حدیثیں زیارت کی ترغیب میں آئی ہیں وہ سب کی سب ضعیف ہیں۔ اور کچھ ادھر ادھر کی روایات ذکر کر دیئے تاکہ یہ زائر اس کے دام تزویر میں پھنس جائے۔

لیکن زائر نے جب اس طرح کے ضعیف اور غیر متعلقہ روایات اس سے سن لئے تو سمجھ گیا کہ اس نے بغیر کسی واضح نقل کے محض اپنی رائے کی بنیاد پر ایک فیصلہ کر دیا ہے، جس کا منشاء صرف جہل ہے۔ جب آپ ﷺ کے

بعض امتیوں کے اجساد کا زمین کچھ نہیں بگاڑ سکتی تو نبوت و رسالت کے عالی مقامات سے جو سر فراز ہیں ان کے متعلق اس کا یہ کہنا کہ قبر خاک کے ڈھیر کے سوا کچھ نہیں خود اس بات کی دلیل ہے کہ اس کی سمجھ پر خاک پڑ گئی ہے۔ پھر اس کے بعد یہ زائر سوچتا ہے کہ اس مسلمان کو کیا ہو گیا کہ اس کو اتنی سی بات بھی سمجھ نہ آئی کہ روضۂ اقدس کی حاضری کے متعلق جو حدیثیں موجود ہیں، وہ اس کے نزدیک سند کے لحاظ سے کمزور سہی مگر وہ حدیثیں بالکل غیر مبہم اور روضۂ اطہر کی حاضری کی فضیلت پر واضح طور پر دلالت کرتی ہیں، جبکہ اس نے جو روایات پیش کی ہیں وہ بالکل غیر متعلق ہیں،اور یہ اپنے جہل کی وجہ سے ان روایات کو اس مسئلہ پر چسپاں کرتا ہے۔ روضۂ اطہر پر حاضری کی ترغیب میں جو احادیث آئی ہیں اگر وہ نہ بھی ہوتیں تو بھی محبت کا تقاضہ فطری طور پر یہی ہے کہ حجاز میں پہنچنے کے بعد روضۂ اقدس کی زیارت کے بغیر واپس نہ ہو۔رسول اللہ ﷺ کی محبت تو وہ چیز ہے جس کے بغیر ایمان ہی درست نہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ:

اے پیغمبر! ان سے کہہ دیجئے کہ اگر تمہارے باپ، بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارا خاندان اور وہ مال جو تم نے کمایا ہے اور وہ (چلتا ہوا) کاروبار جس کے بند ہونے سے تم ڈرتے ہو اور مکانات جن کو تم پسند کرتے ہو۔

اَحَبَّ اِلَیۡکُمۡ مِّنَ اللّٰہِ وَرَسُوۡلِہٖ وَجِهَادٍ فِیۡ سَبِیۡلِہٖ فَتَرَبَّصُوۡا حَتّٰی یَاۡتِیَ اللّٰہُ بِاَمۡرِہٖ وَاللّٰہُ لَا یَہۡدِی الۡقَوۡمَ الۡفٰسِقِیۡنَ

یہ ساری چیزیں تمہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ پیاری ہیں تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا حکم (یعنی عذاب) بھیج دیں۔ اور اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں دیتا اس قوم کو جو فاسق (اور بے وفا و نافرمان) ہو۔ **(سورۃ التوبہ آیت ۲۴)**

نیز نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

عَنۡ اَنَسِ بۡنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رسولُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم لَا یُؤۡمِنُ اَحَدُکُمۡ حَتّٰی اَکُوۡنَ اَحَبَّ اِلَیۡهِ مِنۡ وَّالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجۡمَعِیۡنَ

یعنی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اسے اس کے باپ، بیٹے اور تمام لوگوں سے زیادہ پیارا نہ ہو جاؤں۔ **(صحیح البخاری ومسلم)**

جس کا مطلب یہ ہے کہ جب تک ایک آدمی میں رسول اللہ ﷺ کی محبت اللہ تعالیٰ کے سوا دنیا کی ہر چیز حتی کہ اپنے ماں باپ اور اہل و عیال بلکہ صحیح بخاری وغیرہ کی ایک روایت کے مطابق خود اپنی ذات سے بھی زیادہ نہ ہو اس

وقت تک اس کو ایمان کی حقیقت اور اس کی لذت اور بشاشت حاصل نہیں ہوسکتی۔ اور محبت کے لازمی تقاضوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آستانہ نبوت کبریٰ پر حاضری دی جائے کیونکہ ایک محبِ صادق جو محبوب کے رنگ میں رنگ جاتا ہے وہ جس طرح ہر ہر عمل میں اس کی اتباع کرتا ہے، اسی طرح وہ محبوب کی دیدار کے مواقع بھی تلاش کرتا رہتا ہے۔ لیکن جب وہ اپنے محبوب کی دیدار سے مجبور اور مایوس ہو جاتا ہے تو وہ اس کی نشانیوں اور آثار سے دل بہلاتا ہے، چنانچہ یہ زائر سوچتا ہے کہ بالفرض اگر وہ مٹی کا ڈھیر بھی ہو جیسا کہ اس نادان کا خیال ہے تو کیا یہ محبت کا تقاضہ نہیں ہے کہ آثار محبوب سے دل بہلایا جائے۔ اگر وہ اس واضح حقیقت کو سامنے رکھ کر اخلاص کے ساتھ بغیر کسی اعتراض اور تنقید کے روضۂ اطہر پر حاضری دیتا ،تو اللہ تعالیٰ اس پر دوسرے حقائق بھی منکشف فرماتا، اور اس پر یہ بات بھی کھل جاتی کہ موت کا مطلب یہ نہیں کہ مرنے والا تمام احساسات سے محروم ہو جاتا ہے، بلکہ وہ قبر اور برزخ میں آرام و راحت اور عذاب وغیرہ باقاعدہ محسوس کرتا ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ کی تو شان ہی دوسری ہے ،ان پر تو موت کا اثر صرف اتنا ہی ہے کہ وہ جسمانی ضروریات جیسے کھانے پینے سے بے نیاز ہو کر حیاتِ دائمی سے " الرفیق الاَعلیٰ "کی زندگی گزار رہا ہے۔

خلاصہ یہ کہ وہ دل میں ایک خاص کیفیت محسوس کرتا ہے،اور جوارِ نبوی کے برکات سے ایمانی عہد کی تجدید اور گناہوں پر ندامت و شرمساری،

انابت الی اللہ اور توبہ واستغفار کی جو لہریں اس کے دل میں اٹھ جاتی ہیں، اور محبتِ رسول ﷺ اور ان کی توقیر و تکریم کے جو جذبات اس کے دل میں موجزن ہو جاتے ہیں، اور اس وقت محبت و ندامت کے ملے جلے جذبات جو آنسو گراتے ہیں، اور زیارت کی وجہ سے ایمانی تعلق، محبت اور توقیر وانابت الی اللہ وغیرہ جیسے نیک جذبات میں جو اضافہ محسوس کرتا ہے، تو سمجھ جاتا ہے کہ ان میں سے تو ہر ہر چیز ایسی ہے جو دین اسلام میں مطلوب اور مقصود ہے۔ لہذا اگرچہ ان احادیث پر سند کے لحاظ سے کچھ کلام بھی کیا جا سکے لیکن معنوی لحاظ سے تو وہ دین اسلام کی پوری فکری اور عملی نظام کے ساتھ بالکل ہم آہنگ اور مرتبط ہے۔ لیکن اس نادان نے چونکہ اس واضح حقیقت پر عمل نہیں کیا، بے وفائی اور فطرت کے تقاضوں کو توڑنے کا مرتکب ہوا اس لئے وہ اس نعمت عظمٰی سے محروم ہوا۔

اس اثناء میں پھر اس بد بخت نے اس کو جھڑکا کہ او دیوانے! جواب کیوں نہیں دیتے، لاجواب ہو گئے؟ لیکن یہ محِبّ صادق چپ رہتا ہے اور سوچتا ہے کہ جواب دینے سے بحث و مباحثے کا بازار گرم ہو جائے گا، اور اپنے وقتِ عزیز کو اس اختلافی مسئلہ میں گنوا دینا عقل والوں کا کام نہیں بلکہ زیادہ بحث و مباحثوں سے بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ بدیہی سے بدیہی مسائل بھی نظری اور اختلافی بن جاتے ہیں۔ اس لئے اس محِب صادق نے دل سے اس کے لئے دعا مانگی کہ یا اللہ تو ہی اسے صحیح محبت اور ایمان کی لذت سے آشنا

کردے اور پھر درود شریف پڑھتا ہوا خیالوں کی دنیا میں چلا گیا اور اس طرح وہ شوق و اشتیاق کی وادی مدینہ منورہ پہنچ گیا۔

حاضری سے پہلے غسل کیا، صاف ستھرے کپڑے پہنے یا کم از کم صاف ستھرا ہو کر وضو کیا مسجدِ نبوی میں آکر دو رکعت نفل نماز پڑھی، پھر روضۂ اطہر کی طرف قدم بڑھا کر محبوب کے تصور میں گم ہو گیا کہ یہی وہ مسجد ہے جس میں آپ ﷺ تشریف فرما ہوتے، ارد گرد صحابہ کرام کا حلقہ ہوتا جن میں حضرت ابو بکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمانؓ ذوالنورین اور حضرت علیؓ شیر خدا بھی بیٹھتے تھے۔ اور جو کوئی کسی غلطی کا مرتکب ہو جاتا تو اللہ تعالیٰ کے پیغمبر کے پاس آتا، اپنی غلطی اور کوتاہی کی معذرت کرتا اور اللہ تعالیٰ کے سامنے رو رو کر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتا اور نبی کریم ﷺ بھی اس کے لئے مغفرت کی دعا فرماتے اس طرح وہ گناہوں سے پاک و صاف ہو جاتا۔ اب میں دنیا بھر کے قصور و غلطیاں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے ساتھ بے وفائیاں و بے وقوفیاں کر کے گناہوں کے ساتھ لت پت آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں آیا ہوں، میں اللہ تعالیٰ سے تمام گناہوں اور قصوروں کی معافی اور بخشش مانگتا ہوں آپ ﷺ بھی میرے لئے اللہ تعالیٰ سے بخشش کی دعا فرمائیں گے۔

وہ اس تصور میں ڈوبا ہوا تھا اچانک دیکھا تو وہ روضۂ اقدس پر کھڑا ہوتھا ہے اور اس کی زبان پر یہ آیت کریمہ جاری ہوتھی ہے۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُ واللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْماً (سورۃ النساء آیت ۴)

اور اگر یہ لوگ جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا آپ کے پاس آتے پھر وہ اللہ تعالیٰ سے بخشش اور معافی مانگتے اور رسول بھی ان کے لئے بخشش کی دعا مانگتا تو ضرور اللہ تعالیٰ کو بہت توبہ قبول فرمانے والا اور نہایت رحم والا پاتے۔

اس حسین خیالی تمہید کے بعد اب مدینہ طیبہ اورروضۂ اقدس اور مسجد نبوی کے متعلق چند احادیث پڑھ لیجئے:

(۱) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنِ اسْتَطَاعَ اَنْ يَّمُوْتَ بِالْمَدِيْنَةِ فَلْيَمُتْ بِهَا فَاِنِّيْٓ اَشْفَعُ لِمَنْ يَّمُوْتُ بِهَا

یعنی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اس کی کوشش کر سکے کہ مدینہ منورہ میں اس کی موت ہو تو اس کو چاہیئے کہ وہ کوشش کرے مدینہ میں مرنے کی ایسے شخص کے لئے میں ضرور شفاعت کروں گا جو مدینہ طیبہ میں مر جائے۔

(ترمذی، ابن ماجه و ترغیب و ترهیب)

اگرچہ انسان کے اختیار میں یہ نہیں کہ وہ جہاں چاہے مرے البتہ بندہ آرزو اور دعا کر سکتا ہے، اور کسی درجہ میں کوشش بھی کر سکتا ہے مثلاً جہاں

مرضی ہے وہیں جا کے پڑ جائے امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ دعا مانگتے تھے کہ:

اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِيْ شَهَادَةً فِيْ سَبِيْلِكَ وَاجْعَلْ مَوْتِيْ فِيْ بَلَدِ رَسُوْلِكَ

اے اللہ مجھے اپنی راہ میں شہادت بھی دے، اور اپنے رسول ﷺ کے پاک شہر (مدینہ طیبہ) میں مرنا بھی نصیب فرما۔ **(صحیح البخاری)**

ایک حدیث شریف میں ہے کہ میرا جو امتی مدینہ منورہ کی تکلیفوں اور سختیوں کو برداشت کر کے وہاں رہے گا تو میں قیامت کے دن اس کی شفاعت کروں گا۔

(صحیح مسلم وغیرہ)

(۲) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عَلٰى اَنْقَابِ الْمَدِيْنَةِ مَلَائِكَةٌ لَا يَدْخُلُهَا الطَّاعُوْنُ وَلَا الدَّجَّالُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مدینہ منورہ کے راستوں پر فرشتے مقرر ہیں اس میں طاعون اور دجال داخل نہیں ہو سکتا ۔ **(صحیح بخاری و مسلم)**

نیز صحیح بخاری و مسلم کی بعض روایات میں مدینہ منورہ کے ساتھ مکہ مکرمہ کی بھی یہ خصوصیت بیان کی گئی ہے کہ دجال اس میں داخل نہیں ہو سکتا۔

(۳) عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صَلَاۃٌ فِی مَسْجِدِیْ ھٰذَا خَیْرٌ مِّنْ أَلْفِ صَلَاۃٍ فِیْمَا سِوَاہُ إِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامِ

یعنی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری اس مسجد میں (یعنی مسجد نبوی میں)ایک نماز دوسری تمام مسجدوں کی ہزار نمازوں سے افضل ہے سوائے مسجد حرام کے ۔

(صحیح بخاری و مسلم)

اس حدیث میں دنیا کی تمام مساجد کے مقابلے میں مسجد نبوی میں نماز کا ثواب ہزار گنا بلکہ اس سے بھی کچھ زیادہ بتلایا گیا ہے۔ مکہ معظمہ کی مسجد حرام کو اس سے مستثنیٰ کر دیا۔

ایک دوسری حدیث میں اس کی وضاحت یوں آئی ہے کہ میری اس مسجد میں ایک نماز دوسری تمام مساجد کی ہزار نمازوں سے بہتر ہے سوائے مسجد حرام کے اور مسجد حرام کی ایک نماز میری اس مسجد کی سو نمازوں سے بہتر ہے ۔یعنی اس حساب سے عام مسجدوں کے مقابلے میں مسجد حرام میں نماز کا ثواب ایک لاکھ گنا بلکہ اس سے بھی کچھ زیادہ ہے۔

(۴) عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ صَلّٰی فِیْ مَسْجِدِیْ اَرْبَعِیْنَ صَلَاۃً لَا تَفُوْتُہٗ صَلَاۃٌ کُتِبَ لَہٗ بَرَاَۃٌ مِّنَ النَّارِ وَبَرَاَۃٌ مِّنَ الْعَذَابِ وَبَرَاَۃٌ مِّنَ النِّفَاقِ

یعنی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے میری اس مسجد میں مسلسل چالیس نمازیں پڑھی، اور اس کی ایک نماز بھی فوت نہیں ہوئی تو اس کے لئے دوزخ سے اور عذاب سے اور نفاق سے برات اور نجات لکھ دی جائے گی ۔

(رواہ أحمد والطبرانی فی الأوسط)

(۵) عَنْ اَبِي هُرَيرَةَ رضی الله عنه قَالَ قَالَ رَسولُ الله صلی الله علیه وسلم مَا بَيْنَ بَيْتِيْ وَ مِنْبَرِيْ رَوْضَةٌ مِّنْ رِّيَاضِ الْجَنَّةِ وَ مِنْبَرِيْ عَلٰى حَوْضِيْ

یعنی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے گھر (یعنی حجرہ شریف جس میں اب نبی کریم ﷺ آرام فرمارہے ہیں) اور منبر کے درمیان جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اور میرا منبر میرے حوض پر ہے۔ (یعنی آخرت میں میرا منبر حوض کوثر پر ہو گا)

(صحیح بخاری و مسلم)

(۶) عَنْ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسولُ الله صلی الله علیه وسلم لَا يَكِيْدُ اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ أَحَدٌ اِلَّا انْمَاعَ كَمَا يَنْمَاعُ الْمِلْحُ فِي الْمَاءِ

یعنی حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو کوئی بھی مدینہ میں رہنے والوں کے ساتھ مکر و فریب

کرے گا وہ ایسا گھل جائے گا جیسا کہ پانی میں نمک گھلتا ہے۔

(صحیح بخاری و مسلم)

(۷) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ حَجَّ فَزَارَ قَبْرِیْ بَعْدَ مَوْتِیْ کَانَ کَمَنْ زَارَنِیْ فِیْ حَیَاتِیْ

یعنی حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے حج کیا پھر اس نے میری قبر کی زیارت کی میری وفات کے بعد تو وہ (زیارت کی سعادت حاصل کرنے میں) اس شخص کی طرح ہے جس نے میری حیات میں میری زیارت کی۔ (دار قطنی، طبرانی، بیہقی)

اس حدیث کو حضرت حاطب رضی اللہ عنہ نے بھی نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے۔

(دیکھئے إعلاء السنن ج ۱۰ ص ۴۹۶)

(۸) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِیْ

یعنی حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت واجب ہو گئی۔

(مسند بزار و ابن خزیمہ والدار قطنی وفی إعلاء السنن فالحدیث حسن صحیح وقد صحح هذا الحدیث ابن السکن و عبد الحق و تقی الدین السبکی کذا فی نیل الاوطار۔ إعلاء السنن ج ۱۰ ص ۴۹۳)

(۹) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص میری زیارت کے لئے آئے اور اس کے علاوہ اس کی اور کوئی نیت نہ ہو تو مجھ پر حق ہے کہ میں اس کی شفاعت کروں۔

(رواہ الطبرانی والدار قطنی وابن المغری وصحہ ابن السکن۔ إعلاء السنن ج۱۰ص۴۹۵)

(۱۰) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے وہ فرماتے تھے کہ "جس نے میری قبر کی یا یوں فرمایا کہ میری زیارت کی میں اس کے لئے شفیع یا گواہ ہوں گا"۔

(رواہ أبو داود الطیالسی وفی الباب عن عبد اللہ بن مسعود و ابی ہریرۃ و انس بن مالك و ابن عباس و علی بن ابی طالب وغیرھم صارت حجتهم قویة وقد ذکر ھا صاحب وفاء الوفاء باسانیدھا۔ إعلاء السنن ج۱۰ص۴۹۸)

(۱۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص مدینہ منورہ آکر میری زیارت ثواب کی نیت سے کرے تو وہ میرے پڑوس میں ہو گا اور میں قیامت کے دن اس کا سفارشی ہوں گا۔

(بیہقی وغیرہ۔ دیکھئے وفاء الوفاء ج ۴ ص ۱۳۴۵ نیز دیکھئے إعلاء السنن ج ۱۰ ص ۴۹۸)

(۱۲) نبی کریم ﷺ کی دنیا سے جانے کے بعد ان کی جگہ کو خالی دیکھنا حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے لئے مشکل ہو گیا، اس لئے ارادہ کیا کہ زندگی کے جتنے دن باقی ہیں جہاد میں گزاروں، جہاد میں شرکت کیلئے نکل گئے ،ایک عرصہ تک مدینہ منورہ لوٹ کر نہیں آئے ۔ ایک دن خواب میں نبی

کریم ﷺ کی زیارت ہوئی آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بلال یہ کیا جفا، بے وفائی و بے مروتی ہے کیا میری زیارت کرنے کا وقت نہیں آتا؟ یہ خواب دیکھتے ہی حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی آنکھ کھل گئی نہایت غمگین و خوفزدہ تھے فوراً اونٹ پر سوار ہو کر مدینہ منورہ روانہ ہوئے اور روضۂ اقدس پر حاضر ہو کر زار و قطار رونے لگے (دیکھئے فضائل اعمال حکایات الصحابہ اور پر اسرار بندے)

(۱۳) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ حَجَّ الْبَیْتَ وَلَمْ یَزُرْنِیْ فَقَدْ جَفَانِیْ

کہ جس شخص نے حج کیا اور پھر میری زیارت نہ کی اس نے میرے ساتھ بے وفائی و بے مروتی (اور میری حق تلفی) کی۔

(رواہ ابن عدی فی الکامل وغیرہ)

اس مسئلہ پر پوری بحث **شفاء السقام فی زیارۃ خیر الانام** اور **وفاء الوفاء جلد دوم** اور **إعلاء السنن کے جلد ۱۰** میں موجود ہے جو زیادہ تفصیل جاننا چاہے وہ اس مسئلہ کو مذکورہ کتابوں میں پڑھ لے۔

نبی کریم ﷺ کے روضۂ اقدس کی زیارت اور وہاں درود و سلام پڑھنا

بلا شبہ نبی کریم ﷺ کے روضۂ اقدس کی زیارت اور وہاں آپ ﷺ پردرود و سلام پڑھنا افضل المستحبات اور بہت بڑی نیکی ہے۔ اور یہ آپ ﷺ کے ساتھ وفاداری کا ثبوت بھی ہے، اور اس میں کیا شک ہے کہ دیار مقدسہ میں پہنچ جانے کے بعد بغیر کسی عذر کے نبی کریم ﷺ کی زیارت کئے بغیر واپس لوٹ آنا نہ صرف آپ ﷺ کے ساتھ محبت کی کمی بلکہ بہت بڑی بے وفائی اور آپ ﷺ کے حق کی ادائیگی میں کوتاہی ہے، کیونکہ دور رہنے والوں کے لئے مکہ مکرمہ میں پہنچنے کے بعد مدینہ منورہ نسبتاً اتنا قریب ہوجاتا ہے جیسا کہ کسی شہر میں پہنچنے کے بعد اس شہر کے مختلف مقامات۔ اگر صوبہ سرحد کا کوئی باشندہ ہے جس کے والد کی قبر کراچی میں ہے، اور وہ عمر بھر میں ایک بار ہزار کلومیٹر کا سفر کر کے کراچی میں کسی ایسی جگہ پہنچ جائے کہ اس کے والد کی قبر وہاں سے چالیس پچاس کلومیٹر کے فاصلے پر ہو اور پھر بھی اس کے دل میں اپنے والد کے قبر کی زیارت کا شوق اور ولولہ پیدا نہ ہو جائے، اور اس کی زیارت نہ کرے تو ایسے شخص کے بارے میں یہی کہا جائے گا کہ واقعی اس کے دل میں اپنے والد کی کوئی محبت نہیں یا بہت ہی کم ہے اور یہ اپنے والد کے

ساتھ بے وفائی اور اس کے حق میں کوتاہی کرنے والا ہے، اسی طرح اگر کوئی ہزاروں کلومیٹر کا سفر کر کے حج کرتا ہے اور لاکھوں روپے خرچ کرتا ہے پھر بھی وہ بغیر کسی عذر کے صرف چند سو کلومیٹر کے فاصلے پر واقع مدینہ طیبہ نہیں جاتا تو واقعی اس کے سینے میں اپنے مہربان پیغمبر محمد رسول اللہ ﷺ جو ہم پر اپنی جانوں سے بھی زیادہ مہربان ہے کی محبت بہت کم ہے اور وہ آپ ﷺ کے ساتھ بے وفائی و بے مروتی اور آپ ﷺ کے حق کی ادائیگی میں کوتاہی کرنے والا ہے۔

اب آپ ﷺ کی زیارت سے متعلق چند آداب ذکر کرتا ہوں ان کا خیال رکھئے۔

مدینہ منورہ اور روضۂ اقدس کے آداب

(۱) مدینہ منورہ کا سفر عشق و محبت کا سفر ہے ،یہ شوق و اشتیاق اور حبیب اللہ محمد رسول اللہ ﷺ کی وادی ہے، یہ سفر خوب ذوق و شوق اور محبت سے ہونا چاہئے، آپ ﷺ کے یہاں حاضر ہونا ہے لہٰذا پہلے سے زیادہ اور خوب ذوق و شوق سے درود و سلام پڑھنا چاہئے۔

(۲) جب مدینہ طیبہ کی آبادی مسجد نبوی کے مینار اور گنبد خضراء نظر آئے اس وقت اور زیادہ ذوق و شوق اور پوری محبت ورقت کے ساتھ درود وسلام پڑھنا شروع کریں۔

(۳) سید الأنبیاء کے محبوب شہر میں داخل ہوتے وقت پوری تواضع ، عاجزی اور انکساری کی حالت ہو اور اللہ تعالیٰ سے دعا ہو کہ "یا اللہ یہ تیرے رسول تیرے حبیب کا محبوب شہر ہے اور تیرے حبیب ﷺ نے تیرے حکم سے اس کو حرام قرار دیا ہے اس میں میرے داخلے اور میری حاضری کو ہر قسم کے شرور وفتن اور ہر قسم کے عذاب سے امان کا ذریعہ بنا" اور چلتے چلتے یہ دعا بھی کرتے رہیں کہ:

اے اللہ اے میرے رب اپنے جس فضل وکرم سے تو نے مجھے یہ مبارک دن دکھایا کہ میں تیرے حبیب ﷺ کے شہر میں داخل ہو رہا ہوں اس فضل وکرم سے یہاں کی خاص برکتیں بھی عطا فرما اور ان تمام باتوں سے میری حفاظت فرما جو یہاں کی برکات سے محرومی کا باعث ہوتی ہیں ۔

(۴) شہر میں داخل ہونے کے بعد سامانِ سفر وغیرہ کی حفاظت کا کوئی بندوبست کرلیں یا ان کو ٹھہرنے کی جگہ میں رکھیں۔

(۵) اگر شہر میں داخل ہونے سے پہلے غسل یا وضو اور کپڑے بدلنے کا موقع نہیں ملا تو اب غسل یا صرف وضو کرلیں اور صاف ستھرے کپڑے پہن کر خوشبو لگائے اور سب سے پہلے مسجد نبوی کی طرف سکون ووقار اور ادب واحترام کے ساتھ جائے، اور یہ تصور کریں کہ یہ وہ بلند مقام اور دربار ہے جہاں جبریل امین آتے تھے ، اور اللہ تعالیٰ کے نورانی فرشتے اس عالی مقام پر ادب واحترام کے ساتھ حاضر ہوتے تھے، اور یہاں وہ ہستی ہے جو قیامت کے روز

ایسی حالت میں تمام اولین اور آخرین لوگوں کے لئے شفاعت کرے گی کہ جس روز ان ﷺ سے پہلے کسی بھی پیغمبر اور فرشتے کو شفاعت کی طاقت واجازت نہ ہوگی اور ان ﷺ کے ساتھ لواء حمد (حمد کا جھنڈا ہوگا)۔ یہاں انہوں نے خطبے دئے ہیں، اعتکاف کئے ہیں، نمازیں پڑھی پڑھائیں ہیں، سجدے کئے ہیں، راتوں کو اللہ تعالیٰ کے سامنے روئے ہیں، گڑگڑائے ہیں، امت کی فلاح ونجات کے لئے آنسو مبارک بہائے ہیں۔

(۶) مسجد نبوی میں داخل ہو تو باب جبریل سے داخل ہونا بہتر ہے ویسے جس دروازے سے بھی سہولت ہو داخل ہو سکتے ہیں داخلہ کے وقت **بِسْمِ اللّٰهِ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰه** کہہ کر ظاہر و باطن کے پورے ادب کے ساتھ داہنا پاؤں پہلے اندر رکھئے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ **اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ وَافْتَحْ لِيْ أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ** اے اللہ میرے گناہوں کو معاف فرمایئے اور میرے لئے رحمت کے دروازے کھول دیجئے۔ چونکہ تھوڑے وقت کے لئے بھی اعتکاف کی نیت کرنا کارِ ثواب ہے اس لئے اس وقت بھی صرف دل یا زبان سے کہہ دیجئے کہ میں اعتکاف کی نیت کرتا ہوں جب تک اس مسجد میں رہوں میرا اعتکاف رہے گا۔

(۷) پھر سب سے پہلے مسجد شریف کی اس جگہ میں جائے جو روضۂ اطہر اور منبر شریف کے درمیان ہے اور جس کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

ہے کہ رَوْضَةٌ مِّنْ رِيَاضِ الْجَنَّة جنت کے باغیچوں میں سے ایک باغیچہ ہے۔
(بخاری و مسلم)

یہاں پہنچ کر اگر مکروہ وقت نہیں ہے تو دو رکعت نفل تحیۃ المسجد پڑھے اور چاہیئے کہ آپ کا دل اس عظیم نعمت پر شکر سے لبریز ہو اس عظیم نعمت کے شکر میں ایک مستقل سجدۂ شکر بھی کریں اور دعا کریں اور دعا میں یہ بھی کہیں کہ اے اللہ اے میرے رب جس طرح تو نے ہمیں دنیا میں محض اپنے فضل و کرم سے یہاں تک پہنچادیا ہے اسی طرح ہمیں آخرت میں بھی نبی کریم ﷺ کی شفاعت کی فضیلت اور نعمت سے محروم نہ فرما اور ہمیں آپ ﷺ کی جماعت اور گروہ میں آپ ﷺ کے جھنڈے کے نیچے جمع فرما اور ہمیں آپ ﷺ کی محبت اور آپ کی سنت پر قائم رکھیئے، اور ایمان و تقویٰ پر موت دیجئے، اور آخرت میں آپ کے حوض کوثر سے وہ پانی پلا جسے پی کر ہم کبھی بھی پیاسے نہ ہوں۔

(۸) اس کے بعد نہایت ادب، عاجزی و انکساری کے ساتھ مواجہ شریف میں آیئے اور مواجہ شریف کے دیوار سے تین چار ہاتھ کے فاصلہ پر درمیانی جالی کے سامنے آپ ﷺ کے روبرو حاضر ہو جایئے۔ قبلہ کی طرف پشت ہو نظر نیچے رکھیں ادھر ادھر نہ دیکھیں ہاتھ پاؤں بھی ساکن اور وقار سے رہیں اور یہ تصور کریں کہ میں خدمت اقدس میں حاضر ہوں اور آپ ﷺ میری گزارش، میرا اسلام سن رہے ہیں پورے ادب کے ساتھ سلام عرض کیجئے۔

(۹) سلام کے بارے میں لوگوں کے ذوق مختلف ہوتے ہیں بعض لوگ تفصیلی اور طویل درود و سلام پسند کرتے ہیں، اور بعض مختصر۔ اور مختصر ہی اچھا ہے خصوصاً عوام کے لئے جو عربی بالکل نہیں جانتے، اور سلام کی لمبی چوڑی عبارتیں نہ ان کو یاد ہوتی ہیں اور نہ وہ ان کے معنی و مطلب کو سمجھتے ہیں اگر کتاب دیکھ کر درود و سلام پڑھتے ہیں تو دھیان کتاب کی عبارت میں رہتا ہے اور درود و سلام میں یکسوئی نہیں رہتی اس لئے وہ مختصر سلام ہی عرض کریں۔

سلف صالحین اور صحابہ کرام کا عام مذاق بھی یہی تھا مثلاً حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جب مدینہ منورہ آتے اور روضۂ اقدس پر حاضر ہوتے تو وہ آپ ﷺ کے سامنے حاضر ہو کر صرف یوں عرض کرتے:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پر ان الفاظ سے سلام عرض کرتے **اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَبَا بَكْرٍ** اور اپنے والد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر یوں سلام عرض کرتے **اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَبَتَاهُ**

(مصنف عبدالرزاق والموطا۔ إعلاء السنن ج۱۰ ص۵۰۴)

اور حضرت امام مالکؒ سے منقول ہے کہ وہ یوں سلام عرض کرتے **اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهٗ** ۔

(إعلاء السنن ج۱۰ ص۵۰۵)

خلاصہ یہ کہ جو حضرات عربی نہیں جانتے اور جن کو طویل درود وسلام یاد نہیں رہتے وہ اختصار کے ساتھ سلام عرض کریں جب نبی کریم ﷺ کے سامنے ہو تو یوں سلام عرض کریں:

ا۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ الله

اے اللہ کے رسول آپ پر سلام

ب۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَبِيْبَ الله

اے اللہ کے محبوب آپ پر سلام

ج۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَ الْأَنْبِيَاء

سلام ہو آپ پر اے انبیاء کے سردار۔

د۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اے اللہ کے نبی آپ پر سلام ہو اور اللہ تعالیٰ کی رحمتیں وبرکتیں ۔

اگر یہ سارے یاد نہ رہے یا اتنی سلام کی بھی ہمت اور قوت نہ رہے تو ان چار قسم کی عبارتوں میں جو عبارت بھی اچھی طرح زبان پر جاری ہو جائے انہی الفاظ میں سلام عرض کریں۔

(۱۰) اس کے بعد نبی کریم ﷺ سے شفاعت کی درخواست کیجئے کہ گناہوں کے بوجھ نے میری کمر کو توڑ دیا ہے میں آج آپ کے سامنے گناہوں

سے توبہ کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتا ہوں حضور بھی میری مغفرت و بخشش کی دعا کریں۔

(۱۱) اس کے بعد جن بزرگوں، عزیزوں اور دوستوں نے آپ سے فرمائش کی ہو کہ ان کی طرف سے آپ ﷺ کو سلام پہنچائے ، اور آپ نے ان سے وعدہ کر لیا ہو تو ان کا سلام بھی آپ ﷺ کو پہنچایئے اگر ہر ایک کا نام لینا مشکل ہو تو اتنا عرض کر دیجئے کہ حضور آپ پر ایمان رکھنے والے اور آپ کا نام لینے والے میرے چند بزرگوں عزیزوں اور دوستوں نے بھی سلام عرض کیا ہے ان کا سلام بھی قبول فرمایئے اور ان کے لئے بھی اپنے رب سے مغفرت مانگئے اور وہ بھی حضور کی شفاعت کے طلب گار اور امید وار ہیں۔

(۱۲) پھر قریباً ایک ہاتھ داہنی جانب ہٹ کے آپ ﷺ کے خلیفہ اول اور سب سے بڑے جان نثار اور محبوب صحابی سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں سلام عرض کیجئے مثلاً یوں کہہ دیجئے۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَبَابَكْرِ ن الصِّدِّيْق۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَلِيْفَةَ رَسُوْلِ اللّٰه۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صَاحِبَ رَسُوْلِ اللّٰهِ فِى الْغَارِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ ۔

اگر سب کا یاد کرنا مشکل ہو یا یاد نہ رہے تو جس سلام کے الفاظ آسانی سے ادا ہو سکے وہی کہہ کر سلام عرض کریں۔

(۱۳) اس کے بعد مزید قریباً ایک ہاتھ داہنی ہی جانب ہٹ کے آپ ﷺ کے خلیفہ ثانی امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے روبرو کھڑے ہو کر سلام عرض کیجئے

ا۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۔

ب۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عِزَّ الْاِسْلَامِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ ۔

یا جو الفاظ آسانی سے ادا ہو سکے وہی کہہ کر سلام عرض کریں۔

جنت البقیع

جنت البقیع مدینہ منورہ کا مشہور قبرستان ہے۔ یہ مدینہ منورہ میں مسجد نبوی اور روضۂ اقدس کے بعد سب سے اہم مقام ہے۔ یہ مسجد نبوی سے بہت قریب ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے خود اپنے مبارک ہاتھوں سے اس میں بہت سے صحابہ کرام کو دفن فرمایا ہے۔ آپ ﷺ کی اکثر ازواج مطہرات، امہات المؤمنین اور آپ ﷺ کی صاحبزادیاں اور اہل بیت کے بہت سے ممتاز افراد یہاں مدفون ہیں، اور حضرت عثمان ذوالنورین اور بہت سے جلیل القدر صحابہ اور بے شمار تابعین و تبع تابعین اور بہت سے ائمہ عظام، اولیاء کرام اور میرے پیر و مرشد شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریاؒ بھی یہیں آرام فرما رہے ہیں۔ نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ کے قیام کے زمانے میں یہاں بھی حاضری دیتے رہتے۔ آپ بھی یہاں جایئے اور ان کے لئے اپنے رب سے

مغفرت و رحمت اور رفع درجات کی دعا کیجئے ،اور ان کے ساتھ اپنے لئے بھی دعا کریں کہ "اے اللہ یہاں تیرے وفادار اور صالح بندے سو رہے ہیں، ان کی جن باتوں سے تو راضی ہے ان کا کوئی ذرہ مجھے بھی نصیب فرما، اے میرے رب اگرچہ میرے اعمال ان جیسے نہیں بلکہ ظاہری و باطنی گناہوں سے آلودہ ہوں ، لیکن تیرے ان سب بندوں سے مجھے محبت ہے پس اسی محبت ہی کی برکت سے تو مجھے بھی ان کے ساتھ شامل فرما اور مجھے ایمان و تقویٰ پر موت نصیب فرما"۔

مسجد قبا

نبی کریم ﷺ نے مدینہ منورہ تشریف لانے کے بعد سب سے پہلے جہاں قیام فرمایا اور سب سے پہلے اپنے مبارک ہاتھوں سے جو کام کیا وہ مسجد قبا کی تعمیر ہے۔ قرآن مجید میں اسی مسجد کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

لَمَسْجِدٌ أُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ أَحَقُّ أَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ

البتہ وہ مسجد جس کی بنیاد پہلے دن سے تقوی (اور اخلاص) پر رکھی گئی ہے وہ (مسجد) اسی لائق ہے کہ آپ (وہاں جائیں اور) اس میں (نماز کے لئے) کھڑے ہوں ۔ **(توبہ آیت ۱۰۸)**

نبی کریم ﷺ خود بھی مسجد قبا جاتے تھے۔

(دیکھئے بخاری و مسلم)

اور اس میں جانے کی فضیلت بھی بتلائی ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جو شخص اچھی طرح وضو کرے اور باوضو چل کر مسجد قبا میں آئے اور دو رکعت یا بعض روایات کے مطابق چار رکعت نفل پڑھ لے تو وہ اجر و ثواب میں عمرہ کرنے والے کے برابر ہے۔

(احمد و ترمذی و ابن ماجہ و بیہقی و مستدرک و طبرانی وغیرہ)

اگر فرصت ہو اور موقع ملے تو کم از کم ایک بار وہاں بھی جائے اور دو چار رکعت نفل پڑھیں اور دعا کریں۔

جبل احد

احد وہ پہاڑ ہے جس کے متعلق نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

وہ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔

(بخاری و مسلم)

اس پہاڑ کے دامن میں جنگ احد ہوئی تھی جس میں خود آپ ﷺ بھی زخمی ہوئے تھے،اور تقریباً ستر جان نثار صحابہ کرام بھی اس میں شہید ہوئے تھے، جن میں آپ ﷺ کے محبوب اور شفیق چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ یہ سب شہداء وہاں مدفون ہیں نبی کریم ﷺ خود خاص اہتمام سے ان شہیدوں کی قبروں پر تشریف لے جاتے تھے مدینہ منورہ میں قیام کے دوران وہاں بھی مسنون طریقہ سے سلام عرض کریں، ان کے

لئے اور اپنے لئے اللہ تعالیٰ سے مغفرت، رحمت، رفع درجات اور فلاح و رضا کی دعا کریں، اور خصوصاً اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ سچی وفاداری اور دین پر استقامت کے لئے دعا کریں۔

مدینہ منورہ میں قیام کے دوران کیا کرنا چاہئے؟

(۱) انسان کی پوری عمر کا ایک ایک لمحہ بڑا قیمتی ہے۔ ہوشیار اور زیرک شخص وہ ہے۔ جو اپنی عمر کے کسی لمحہ کو ضائع نہ ہونے دے۔ عمر عزیز کا جو لمحہ ہاتھ سے نکل گیا وہ دوبارہ ہاتھ آنے والا نہیں، لہٰذا عمر کی جتنی لمحات اور گھڑیاں ملیں ان کو غنیمت سمجھیں۔ خصوصاً سال بھر کے اہم اوقات مثلاً رمضان المبارک وغیرہ یا مقدس مقامات مثلاً بیت اللہ شریف اور مدینہ منورہ میں جتنے دن اور جتنی مدت ملے اس کے ایک ایک لمحہ کو غنیمت سمجھیں، اور اس کی پوری قدر کرنے کی کوشش کریں۔

(۲) کوشش کریں کہ جہاں تک ہو سکے مکہ مکرمہ میں زیادہ سے زیادہ وقت مسجد الحرام میں اور مدینہ منورہ میں مسجد نبوی میں گزاریں، اس میں نفلی نمازیں پڑھیں، درود شریف کی کثرت کریں، قرآن مجید کی تلاوت کریں اور جب مناسب موقع ملے سلام عرض کرنے کے لئے مواجہ شریف جایا کریں اور پوری کوشش کریں کہ مدینہ منورہ کے قیام کی مدت میں ہر فرض نماز باجماعت بلکہ تکبیر اولیٰ کے ساتھ مسجد نبوی میں ادا کریں۔

(۳) اگر مدینہ منورہ میں آٹھ دس دن کے قیام کے لئے ملے جیسا کہ عموماً آج کل اتنے ہی دن مدینہ منورہ کے قیام کے لئے ملتے ہیں تو ان میں پوری کوشش کریں کہ کم از کم چالیس نمازیں مسجد نبوی میں جماعت اور تکبیر اولیٰ کے ساتھ ادا کریں۔ حدیثوں میں اس کی بھی بڑی فضیلت آئی ہے آپ ﷺ نے اس کے متعلق فرمایا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ:

جو شخص مسجد نبوی میں چالیس نمازیں اس طرح پابندی کے ساتھ پڑھے کہ کوئی نماز بھی فوت نہ ہو تو اس کے لئے جہنم کے عذاب اور نفاق سے برات (خلاصی) لکھی جاتی ہے۔

(ترمذی، احمد، طبرانی وغیرہ)

(۴) مدینہ منورہ میں اگر بیماری، سختی اور کوئی ناگواری پیش آئے تو اس پر صبر کرنے کی بڑی فضیلت آئی ہے۔

مدینہ منورہ سے واپسی

مسجد کے آداب کے ساتھ مسجد نبوی میں آئیں اگر مکروہ وقت نہیں تو دو رکعت نفل پڑھیں اور دوسری دعاؤں کے ساتھ یہ دعا بھی کریں۔

"اے اللہ اے میرے رب تیرے محبوب رسول ﷺ اور ان کی اس مسجد اور ان کے اس شہر اور شہر والوں کے حقوق کی ادائیگی میں ہم سے جو کوتاہیاں ہوئیں ان کو اپنے خاص فضل و کرم سے معاف فرما، اور مجھے یہاں سے محروم واپس نہ فرما، اور میری یہ حاضری آخری حاضری نہ ہو بلکہ جب تک زندہ

رہوں مجھے بار بار یہاں آنے کی توفیق عطا فرما، اور قیامت میں اپنے رسول ﷺ کی شفاعت اور آپ کا قرب نصیب فرما"۔

اس کے بعد مواجہ شریف میں آئیں اور سلام عرض کریں، پہلے کی طرح سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو بھی سلام عرض کریں، پھر ہو سکے تو آخری بار آپ ﷺ کے پاس آئیں، سلام عرض کریں اور دعا کریں کہ یا اللہ یہ حاضری آخری حاضری نہ ہو اس وقت آپ کا دل فراق سے غمگین اور شکستہ ہو، آنکھیں اشکبار ہوں اور آپ ﷺ سے رخصت ہوں تو یہ عزم کریں اور دعا بھی کریں کہ وطن جا کر دین کی خدمت و نصرت میں مشغول رہوں گا۔ اور دلِ بے قرار کو یہ تسلی دیں کہ اگرچہ میرا جسم مدینہ منورہ سے دور ہو گا مگر میری روح اور دل کبھی دور نہ ہو گی، میں اپنی اصلاح اور دین کے کاموں میں مشغول رہوں گا ،اور آپ ﷺ پر درود و سلام بھیجا کروں گا ، فرشتے آناً فاناً میرا درود و سلام پہنچائیں گے آپ ﷺ مجھ سے خوش ہوں گے اور سلام کا جواب دیں گے

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی و اپنے محبوب رسول ﷺ کی سچی و پکی محبت نصیب فرمائے اور ہم سب کو ایمان و تقویٰ اور آپ ﷺ کی سنت پر قائم رکھے اور اس پر خاتمہ فرمائے۔